میری تقدیر ہو تم

عظمیٰ صدیقی

ہماری شرط وفا یہی ہے، وفا کرو گے، وفا کریں گے
ہمارا ملنا ہے ایسا ملنا، ملا کرو گے، ملا کریں گے
یہ پوچھنا کیا، کہ خط لکھو گے؟ پوچھنے کی نہیں ضرورت
تمہاری مرضی پر منحصر ہے، لکھا کرو گے، لکھا کریں گے

کراچی یونیورسٹی کے MIBM ڈپارٹمنٹ میں ان تین نفوس کے علاوہ اکادکا لوگ ہی نظر آرہے تھے کیونکہ زیادہ تر اسٹوڈینٹ سمسٹر کے بعد چھٹیوں پر تھے اور جو تھوڑے بہت نظر آرہے تھے وہ بھی کم ہوتے جارہے تھے۔

"دارین! پلیز سمجھنے کی کوشش کرو، پاپا نے ہماری شادی کے لیے یہی شرط رکھی ہے کہ میں لندن جاکر ہائیر اسٹڈی کروں ورنہ تم تو پاپا کو جانتے ہی ہو۔ وہ تو ویسے بھی تیار نہیں تھے۔ اب اگر میں جانے سے منع کرتی ہوں تو تمہارے اور میرے راستے الگ الگ کردیے جائیں گے۔" سجاتا جو کافی دیر سے ان دونوں کی تقریرین رہی تھی سبین کے ایک ادا سے بال جھٹک کر آنکھیں پٹپٹانے پر جل کر رہ گئی۔

"ہوں! مجبوری تو یوں بیان کررہی ہے جیسے سات پشتوں پر احسان کررہی ہو۔ ہاں بھی ہوتے ہوں گے امیر لوگوں کے امیر نخرے۔ ایک میں ہوں اماں سے بول بول کر تھک گئی کہ اس کالے کے علاوہ جہاں شادی کرو گی آنکھ بند کر کے کرلوں گی اور ایک یہ ہے اپنی شادی کینسل کر کے لندن جارہی ہے اور شادی بھی کوئی ارینج نہیں لو میرج اور وہ بھی اتنے خوبصورت اور قابل انسان کے ساتھ، سب کہتے ہیں اللہ جب دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر د[illegible] ہے جیسے اس جمال کو کالک دل کھول کر دی ہے اور او[illegible] سے سرمے کی پوری ڈبیا روز آنکھوں میں انڈیل کر مز[illegible] کالا ہوجاتا ہے اور نام تو دیکھو ذرا "جمال" ہوں! جو اس دور سے آواز دے کر بھی نہیں گزرا۔" سبین کی نری [illegible] اب سجاتا سے برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا لہٰذا وہ [illegible] منہ میں بڑبڑا کر اپنا غصہ اور جلن کم کررہی تھی۔

"مجھے تمہاری پڑھائی پر کوئی اعتراض نہیں ہے تم شادی کے بعد بھی اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتی ہو۔ مجھے اعتراض ہے تو تمہارے شادی کینسل کرنے پر تم جا[illegible]

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہو کہ کارڈ بٹ چکے ہیں اور تمہاری طرف کا مجھے نہیں معلوم، پر ہمارے ہاں تمام تیاری مکمل ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ میں تمہارے پاپا کی اتنی فضول سی ضد کو مان لوں۔ وہ پہلے بھی تو بتا سکتے تھے، پہلے بھی یہ شرط رکھ سکتے تھے۔ مگر انہوں نے عین وقت پر یہ شرط رکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہماری شادی کرنا ہی نہیں چاہتے ورنہ کون باپ ہے جو اپنی بیٹی کی شادی بلا کسی وجہ کے کینسل کرنے کی بات کرے۔" دارین جو کافی دیر سے برداشت کر رہا تھا پھٹ پڑا۔

"دارین پلیز، سمجھنے کی کوشش کرو، میں یہ سب کچھ تمہارے لیے ہی کر رہی ہوں آئی نو کہ تم مجھ سے بہت پیار کرتے ہو۔ اسی لیے میں یہاں ایک "فیصلہ" کر کے آئی ہوں۔" دارین جو پریشانی سے اپنے سر کو آہستہ آہستہ نفی میں ہلا رہا تھا سبین کی بات پر چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب ہے۔ کیا فیصلہ کر کے آئی ہو؟" دارین نے الجھن سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے مجھ سے پرامس کرو کہ تم میری بات بہت صبر و تحمل سے سنو گے تو تب ہی میں بتاؤں گی۔" سبین نے ایک ادا سے بال جھٹکتے ہوئے کہا۔ دارین کچھ دیر تک تو اسے بغور دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ کر سر سے اشارہ کر کے ایک نظر کچھ دور بیٹھی ببل چباتی سجاتا کو دیکھا جو بغور ان دونوں کو ہی سن رہی تھی مگر اس کی نظریں پورے ڈپارٹمنٹ کا طواف کر رہی تھیں۔ سبین کے لیے یہ بات کرنا تھوڑی مشکل تھی مگر دارین کی نظروں کے تعاقب میں سجاتا کو دیکھتے ہوئے اس کی ہمت بندھ گئی۔

"دارین! میں نے بہت سوچا اس بارے میں مگر اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں تھا کہ تم سجاتا سے شادی کر لو۔" سبین کے الفاظ تھے یا کوئی بم جو سیدھا دارین کے سر پہ پھٹا تھا اور وہ بیٹھے سے کھڑا ہو گیا۔

"واٹ؟ یہ کیا بکواس ہے تم جانتی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو، اگر مجھے کسی اور سے ہی شادی کرنی ہوتی تو میں بہت پہلے کر چکا ہوتا، تمہارا انتظار نہیں کرتا۔" وہ غصے سے پھنکارتا ہوا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر پریشانی سے ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا۔

"تم نے ابھی وعدہ کیا ہے کہ تم تسلی سے میری بات سنو گے۔" سبین نے اس کے غصہ ہونے پر اسے یاد دہانی کرائی۔

"سبین علی آپ کو شاید معلوم نہیں کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" دارین نے ہنوز غصے سے گھورتے ہوئے انگلی اٹھا کر اسے یاد دہانی کرائی۔

"میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں مگر تم نہ تو میری پوری بات سن رہے ہو اور نہ ہی سمجھ رہے ہو۔" سبین نے آنکھیں پٹپٹا کر لاچار اور معصوم بننے کی پوری کوشش کی جبکہ کچھ دور بظاہر لاپروا بیٹھی سجاتا دارین مصطفیٰ کو یوں غصے میں دیکھ کر دل ہی دل میں جل تو جلال تو کا ورد کرنے لگی۔

"کہو جو کہنا ہے اور جو سمجھانا ہے۔" دارین نے ایک ایک لفظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"دیکھو دانی، ریلیکس ہو کر بات سنو بات یہ ہے کہ..." وہ دانی کے ایک ٹک غصے سے دیکھنے پر تھوڑا سا گھبرائی مگر پھر ہمت کر کے الفاظ ترتیب دینے لگی۔

"سجاتا کو تم جانتے ہو۔ میری دوست کی حیثیت سے تو جانتے ہی ہو یہ ایک مڈل کلاس سے تعلق رکھتی ہے۔ یونیورسٹی میں پڑھنا اس کا جنون ہے اور ساتھ ہی یہ گھر کے حالات سے بھی خائف رہتی ہے، اسی لیے کر جاب کرنا چاہتی ہے تاکہ اس کے گھر کے حالات بہتر ہو جائیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اماں اس کے زاد بھائی جمال سے اس کی شادی کرنا چاہتی ہیں جو پڑھا اور بالکل جاہل ہے۔ سجاتا اس کو ناپسند کرتی ہے اس کی اماں کی ایک ہی ضد ہے کہ وہ سجاتا کو اس ساتھ ہی رخصت کریں گی۔ بقول ان کے اس خانے پر کون رشتہ لائے گا۔ اس وقت انہیں اپنا بہت سی نیکیوں کا صلہ لگ رہا ہے اور سجاتا ایسا بلکہ وہ کہتی ہے کہ اسے بہت جلد ہی کوئی بہتر

ملے گا، پر اس کی اماں اسے اتنی مہلت دینے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ جلد از جلد اس کی شادی کرنا چاہتی ہیں۔" دارین جو کافی دیر سے صبر سے اس کی بات سن رہا تھا اسے ٹوک گیا۔ "اس پورے قصے میں میرا کیا عمل دخل ہے یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے۔" سبین نے ایک بار پھر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"تمہارا عمل دخل اس قصے میں یہ ہے کہ اگر تم سجاتا سے پیپر میرج کر لو تو ایک طرف تو وہ آسانی سے پڑھ سکتی ہے، ساتھ اس جمال سے بھی اس کی جان چھوٹ جائے گی اور اس کی اماں کی فکر بھی ختم ہو جائے گی اور دوسری طرف تمہاری شادی بھی اسی ڈیٹ پر ہو گی، جس پر فکس ہوئی ہے، فرق صرف اتنا ہو گا کہ لڑکی سجاتا ہو گی اور یہ شادی بھی صرف ایک کمٹمنٹ ہو گی، حقیقت نہیں۔ میں نے سجاتا سے بات کر لی ہے وہ اس شادی پر راضی ہے کیونکہ اس طرح وہ بھی آسانی سے اپنا مستقبل بنا سکتی ہے، پر میرے واپس آنے پر وہ اپنے راستے پر ہو لے گی اور ہم اپنی منزل کی طرف۔"

وہ آنکھیں پھاڑے سبین کو یوں دیکھ رہا تھا کہ جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو۔ وہ جس کام کو اتنا آسان سمجھ رہی تھی وہ اتنا آسان نہیں تھا۔

"آئی ایم سوری۔ میں یہ ڈرامہ نہیں کر سکتا۔" دارین کے ایک جھٹکے سے اٹھنے پر وہ بھی غصے میں آ گئی۔

"دانی یہ سوچ لو کہ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے اور نہ ہی دوبارہ کوئی سجاتا ملے گی تمہیں جو با آسانی مان جائے اور شاید یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔" دارین کے قدم بڑھاتے ہوئے اس کی آخری بات پر ایک دم رکے اور دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ کچھ دیر خاموشی سے اس کے ایک ایک نقش کو بغور دیکھتا رہا اور ٹھنڈی سانس بھر کر اثبات میں گردن ہلا دی۔

"دانی یو آر گریٹ تم واقعی مجھ سے محبت کرتے ہو۔ آئی ایم پراؤڈ آف یو مائی لو۔" سبین خوشی کے مارے اس کے سینے سے لگی ہنسنے لگی۔ سجاتا سبین کی اس بے باکی پر ایک دم ان دونوں کی طرف سے رخ موڑ کر لاحول پڑھنے لگی۔

❁

مصطفیٰ صاحب کی تین اولادیں تھیں۔ بڑا بیٹا داؤد جو بزنس میں ان کا ہاتھ بٹا رہا تھا اور دوسرا بیٹا دانش جو ڈاکٹر تھا اور اپنا ہاسپٹل چلا رہا تھا اور آخر میں سب سے چھوٹا بیٹا دارین تھا جو کراچی یونیورسٹی سے MBA کر رہا تھا۔ داؤد اور دانش شادی شدہ تھے۔ داؤد کا ایک بیٹا علی اور بیٹی ماہا تھی جبکہ دانش کی فی الحال کوئی اولاد نہیں تھی۔ مصطفیٰ صاحب کے والد کی ڈیتھ ہو چکی تھی جبکہ ان کی والدہ ان کے ساتھ ہی رہتی تھیں اور اپنے تمام پوتوں کی عزیز ترین ہستی تھیں۔ ان کا گھرانہ ایک خوشحال اور معزز گھرانہ تھا جو معاشرے میں ایک معتبر مقام رکھتا تھا۔

علی گروپ آف انڈسٹری اور مصطفیٰ گروپ آف انڈسٹریز کا ہمیشہ سے بزنس میں مقابلہ رہا تھا۔ علی گروپ کے مالک علی صاحب کی ایک ہی بیٹی تھی سبین جو مصطفیٰ گروپ کے مالک مصطفیٰ صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے دارین کی کلاس فیلو تھی اور اس سے شادی کی خواہش مند بھی تھی مگر جب علی صاحب کو اس کی خواہش کا معلوم ہوا تو انہوں نے سختی سے انکار کر دیا مگر پھر اکلوتی بیٹی کی بھوک ہڑتال پر ہتھیار ڈال دیے مگر دل سے وہ ابھی بھی کسی طرح سے اس رشتے کو ختم کرنے کے چکر میں ہی تھے اور آخری حربے کے طور پر انہوں نے عین شادی سے پندرہ دن پہلے سبین کی ہائر اسٹڈی کی شرط رکھ دی تھی اور اب صورت حال ان کی حسب توقع تھی۔ دوسری طرف مصطفیٰ صاحب جو علی صاحب کی دھوکے باز فطرت سے اچھی طرح واقف تھے، ان کی ہر طرح کی چال کے لیے بالکل تیار بیٹھے تھے کیونکہ یہ ان کی مجبوری تھی، سب سے لاڈلے بیٹے کی پسند اور اس کی ضد کا انہیں اچھی طرح معلوم تھا۔ وہ اپنی پسند کے معاملے میں بہت نزاکت پسند اور انتہا پسند تھا۔ ہر حال میں اپنی پسند کو حاصل کرنے والا سبین کے معاملے میں بھی وہ انتہا پسند

UrduPhoto.com

ہو گیا تھا اور ہر حال میں اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔

سجاتا کی اماں اتنے امیر اور خوبصورت لڑکے کے رشتے پر پھولے نہ سمارہی تھیں۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ انہیں کہاں بٹھائیں اور کیا خاطر کریں جبکہ دارین کی ممی کچھ پریشان اور کچھ خفا سی ان کے دو کمروں کے اندھیرے سے گھر کو دیکھے جارہی تھیں ایک تو اچانک دارین کی ضد نے پریشان کردیا تھا اور دوسرا ایسی فیملی میں رشتہ کرنا ایک الگ مسئلہ تھا۔ لوگوں کے سوالوں کے لیے وہ ابھی سے خود کو تیار کررہی تھیں مگر خود مطمئن نہیں تھیں تو بھلا دوسروں کو کیسے مطمئن کرتیں۔ ان کی تو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ دارین نے اچانک بین سے انکار کرکے اس غریب لڑکی سے شادی کی ضد کیوں کی جبکہ اس لڑکی میں ایسی کوئی خاص خوبی بھی نہیں ہے سوائے اس کی لائٹ براؤن چمکتی ہوئی آنکھیں اور مسکراہٹ کے۔

"دانی! ایک بار پھر سوچ لو بیٹا یوں زندگی بھر کے رشتے نہیں جوڑے جاتے بنا کسی جان پہچان اور رشتے داری کے۔ تم ابھی بچے ہو ان نزاکتوں کو نہیں سمجھ رہے۔"

سجاتا کی اماں کے کمرے سے نکلتے ہی انہوں نے ایک بار پھر دارین کو سمجھانا چاہا مگر وہاں مسلسل خاموشی دیکھ کر وہ بھی خاموش ہوگئیں۔ واپسی میں وہ لوگ شادی کی تاریخ لے کر ہی اٹھے تھے جبکہ سجاتا کے والد کو اتنی جلدی شادی پر اعتراض تھا مگر سجاتا کے اصرار پر انہوں نے تاریخ دے ہی دی کیونکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ سجاتا کی خواہشات کیا ہیں اس لیے وہ اس رشتے کو جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔

"ممی پلیز، مجھ پر بھروسہ رکھیں میں جو کچھ کررہا ہوں بہت سوچ سمجھ کر ہی کررہا ہوں اگر آپ سب اس طرح ناراض رہیں گے تو بھلا میں خوش کیسے رہ سکتا ہوں۔"

ممی نے آتے ہی دادی ماں کو لڑکی والوں کے حالات بتا کر دارین سے ناراضگی کا اعلان کردیا تھا جبکہ دادی ماں لاڈلے پوتے کی بات پر پوری طرح سے مطمئن اور خوش نظر آرہی تھیں۔ انہیں اپنی تربیت اور اپنے خون پر پورا بھروسہ تھا۔ دارین ماں کی ناراضگی سے سخت پریشان تھا اور انہیں منانے کے لیے ہر حربہ آزما کر دیکھ چکا تھا اور اسی کوشش میں شادی کا دن آ پہنچا تھا۔ نکاح کے وقت دارین کی اتری ہوئی صورت دیکھ کر انہیں ترس آ گیا اور آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی رضامندی دے دی۔ دارین بھی شاید ان کی رضا کا ہی منتظر تھا ان کا اشارہ ملتے ہی فوراً نکاح نامے پر دستخط کردیے اور ساتھ ہی مبارک سلامت کا شور اٹھ گیا۔ دارین ماں کے گلے سے لگا معافی مانگ رہا تھا اور ممی اتنے دنوں تک ناراض رہنے پر بیٹے کو سینے سے لگائے آنسو بہارہی تھیں۔

"ممی! اب بس بھی کریں ورنہ ہم بھی رودیں گے۔" داؤد نے پاپا کا تکیہ مارتے ہوئے ممی کو دھمکی دی۔

"ارے بھئی رخصتی دلہن کی ہورہی ہے دولہے کی نہیں جو تم سب رونے پر تلے ہوئے ہو۔ چلو بہو اب اندر جا کر کچھ رخصتی کی تیاری کریں بہت رات ہوگئی ہے۔" مصطفیٰ صاحب نے ماحول کی کثافت اور افسردگی کو دور کرنے کے لیے جلدی جلدی کا شور مچادیا۔ گھر پہنچتے ہوئے بھی رات کے دو بج چکے تھے اور اب دادی ماں مختلف رسموں کے لیے دلہا اور دلہن کو گھیرے کھڑی تھیں۔ دارین کا تھکن اور کوفت سے برا حال تھا مگر سب کے سامنے فریش نظر آنے کے لیے بھابیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ میں مصروف تھا اور ان کے حملوں کا پوری طرح سے جواب دے رہا تھا۔ آخرکار منہ دکھائی کی رسم ختم ہوئی تو اسے اندر جانے کی اجازت ملی۔

سجاتا خود کو آئینے میں دیکھ کر دنگ رہ گئی، سب کے جانے کے بعد وہ کپڑے چینج کرنے کے خیال سے اٹھی تھی مگر آئینے میں اپنی ایک جھلک دیکھ کر جہاں تھی وہیں تھم گئی۔

"یہ میں ہوں سجاتا رحمان؟ سجاتا دارین بن کر اتنی حسین بن گئی ہوں۔" وہ دل ہی دل میں خود سے ہم کلام آنکھیں جھپک جھپک کر یقین کرنے کی کوشش کررہی تھی کہ آیا یہ اسی کا عکس ہے آئینے میں یا دھوکا ہے ابھی وہ صحیح سے یقین بھی نہیں کرپائی تھی کہ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر تیزی سے پلٹی۔ دارین نے جوں ہی نظر اٹھائی تو ساکت رہ گیا اور اس پر سے نگاہ ہٹانا بھول گیا۔

سجاتا نے جو اسے ایک ٹک دیکھتا پایا تو جلدی سے وارڈ روب کی جانب بڑھی تاکہ اس کی نظروں کی محویت ٹوٹے مگر اس کے وجود کے ساتھ ساتھ دارین کی نظریں بھی محوِ سفر تھیں، اتنا مکمل حسن اور اتنی مشرقی سی دلہن ذری کبھی سی معصومیت کی تصویر اس نے بھلا پہلے کب دیکھی تھی۔ تیکھے نین نقش، غزالی سی آنکھیں، جن میں حیرت کا واضح تاثر تھا اور کپکپاتے قدم۔ وہ ایک خواب کی کیفیت میں اس کی طرف بڑھتا چلا جارہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے قریب پہنچتا وہ جھپاک سے ڈریسنگ روم میں گھس گئی اور دروازہ بند کرکے لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔

"اُف! یہ دارین کو کیا ہوا ہے ایسے کیوں دیکھ رہے تھے؟" وہ دل ہی دل میں ڈر رہی تھی مگر جب ایک گھنٹے بعد سادے سے پنک کاٹن کے سوٹ میں دوپٹہ سر پر جمائے باہر نکلی تو دارین کو سوتا دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔ وہ بنا آہٹ کے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی صوفے تک آئی اور ایک بار پھر دارین پر نظر ڈال کر خود کو مطمئن کیا اور صوفے پر دراز ہوگئی اور ساتھ ہی دوپٹہ پھیلا کر پیر سے سر تک اوڑھ لیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ بے خبر ہوگئی تھی۔

دارین نیم وا آنکھوں سے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کررہا تھا۔ وہ خود تو بے خبر سوگئی تھی مگر دارین کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا تھا اس کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔ بیڈ پر ادھر سے ادھر کروٹ بدلتے، جانے کب وہ بھی بے خبر ہوگیا اور ساری بے چینی کہیں دور رہ گئی۔

ولیمہ فائیو اسٹار ہوٹل میں رکھا گیا تھا جس میں شہر کے بڑے بڑے بزنس مینز کو مدعو کیا گیا تھا۔ سجاتا اتنے وی آئی پی قسم کے ارینجمنٹ کو دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی اس کے تو وہم و گمان میں بھی ایسی شادی نہیں تھی اور پھر سب گھر والوں کا برتاؤ بھی اس کے ساتھ بہت محبت بھرا تھا۔ خاص کر اس کے سسر اور دادی ماں اس سے بہت خوش تھے اور باقی سب بھی اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے۔ وہ اس قدر توجہ پر بوکھلائی جارہی تھی۔ وہ ان سوچوں میں اس قدر غلطاں تھی کہ اسے دارین کی آمد کا ذرا بھی احساس نہیں ہوا وہ جوں کی توں بیٹھی رہی۔

"آر یو آل رائٹ؟" دارین نے اسے یوں نگاہ ٹکا کر بیٹھے دیکھا تو پوچھے بنا نہ رہ سکا۔ سجاتا نے چونک کر اس کی شکل دیکھی۔

"کوئی پرابلم ہے؟" دارین نے اسے ہنوز گم صم دیکھ کر دوبارہ پوچھا مگر وہ کوئی جواب دینے کے بجائے دارین کی طرف سے ذرا سا رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔ دارین اس کی اس حرکت پر ایک لمحے کو خاموش رہ گیا پھر جتنی دیر اس کے ساتھ بیٹھا خاموش ہی رہا۔ وہ اس کی کیفیت کو سمجھ رہا تھا۔ سجاتا کے گھر والوں کے آتے ہی وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ گیا تاکہ سجاتا کھل کر اپنے گھر والوں سے بات کرسکے۔

وہ مسلسل اسے اپنی نظروں میں رکھے ہوئے تھا۔ کہیں بھی جاتا نظریں بار بار پلٹ کر سجاتا کی طرف ہی اٹھتیں۔ جمال بھی سجاتا کے والدین کے ساتھ آیا تھا اور منہ بنا کر ایک جگہ بیٹھ گیا تھا۔ سجاتا اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔ دارین ایک ٹک اسے دیکھے گیا جس پر اس کی بھابیوں اور بھائیوں نے اس کا خوب ریکارڈ لگایا تھا مگر وہ ٹھیک طرح سے ان کو جواب نہیں دے پارہا تھا وہ تو خود اپنی حالت پر فکرمند تھا۔ شادی کے دن سے وہ مسلسل اسے ہی سوچے جارہا تھا جبکہ اس وقفے میں ان کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی مگر پھر بھی وہ اس کے حواسوں پر سوار تھی اور بین جو اس کی محبت تھی جس کو پانے کے لیے اس نے سجاتا کو اپنایا تھا۔ اس دوران ایک لمحے کے لیے بھی اس کا خیال اس کی یاد اس کی بات اس کے ذہن میں نہیں آئی۔ وہ اپنے ذہن میں بار بار بین کو لانے کی کوشش کررہا تھا مگر ناکام تھا جیسے ہی آنکھ بند کرتا سجاتا کا کھویا کھویا انداز اس کی حیرت زدہ آنکھیں روشن

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہو جاتیں اور سیبن کا خیال دور کہیں تاریکی میں کھو جاتا۔

آج بھی وہ بے خبر سوگئی تھی۔ ہوٹل سے گھر تک آتے ہوئے بھی دونوں اپنی کار میں علیحدہ تھے مگر اس کے باوجود وہ ہنوز خاموش تھی۔ سب نے سجاتا کی خاموشی کو اس کی شرم سمجھتے ہوئے ان دونوں کو اکیلے ہی گھر بھیج دیا تھا تاکہ سجاتا اور دارین آرام سے ایک دوسرے سے بات کرسکیں مگر وہ پورے راستے آنکھیں بند کیے خاموش بیٹھی رہی جبکہ دارین وقفے وقفے سے اس پر نظر ڈال کر اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کررہا تھا مگر زبان کی طرح اس کا چہرہ بھی خاموش، سپاٹ تھا، کوئی رنگ، کوئی احساس نہیں تھا ایک سکون تھا ایک خاموشی تھی۔ وہ مسلسل سوچوں میں گم اس کے چہرے پر نگاہیں ٹکائے بیٹھا تھا اس کا ایک ایک نقش ذہن نشین کررہا تھا وہ وجہ کھوج رہا تھا جو اسے ڈسٹرب کرگئی تھی مگر کچھ بھی تو منفرد نہیں تھا کچھ بھی تو بہت انوکھا بہت مختلف نہیں تھا بلکہ وہ تو شاید حسین لوگوں میں بھی شمار نہیں ہوتی تھی اور سیبن کی خوبصورتی کی تو پاسنگ بھی نہیں تھی۔ سیبن کی خوبصورتی اور نزاکت ہی تو تھی جو اسے متاثر کرگئی تھی مگر اب کیا تھا جو وہ دو دن میں ہی سیبن کو بھول گیا تھا۔ اس کی محبت ایک خواب لگ رہی تھی اور سجاتا ایک حسین حقیقت جسے وہ پورے احساسات کے ساتھ محسوس کررہا تھا، سمجھنا چاہ رہا تھا مگر سب سامنے ہوتے ہوئے بھی بہت کچھ اوجھل تھا۔

رات بھر سوچتے رہنے کی وجہ سے صبح دیر سے آنکھ کھلی مگر صوفے پر نظر پڑی تو وہ خالی دیکھ کر وہ ایک جست میں ہی کھڑا ہوگیا۔ ادھر ادھر دیکھا مگر کمرہ اس کے وجود سے خالی تھا۔ "شاید نیچے ہوگی۔" وہ خود ہی قیاس کرتا ہوا، واش روم میں گھس گیا اور پندرہ منٹ کے بعد فریش ہوکر نیچے آیا تو وہ دادی ماں کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی دکھائی دی۔ اسکائی بلو کلر کی ساڑھی میں لمبے بالوں کی ڈھلی سی چوٹی جو ڈھلک کر آگے آگئی تھی دادی کی کسی بات پر مسکراتی ہوئی بہت پرسکون و مطمئن۔

"السلام علیکم۔" اس کے باآواز بلند سلام کرنے پر بس ایک پل کو اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تھا پھر مصروف گفتگو ہوگئی۔ "وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹا بیٹھو۔" دادی نے اسے قریب بٹھا کر بلائیں لیں۔ "بہو چلو اب ناشتہ لگوالو میرا بیٹا اٹھ گیا ہے رات بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔" دادی نے محبت سے اس کا چہرہ چھوتے ہوئے عائشہ بھابی کو حکم دیا جو شاید پہلے بھی ناشتے کا پوچھ چکی تھیں۔ ناشتہ خوشگوار ماحول میں کیا گیا۔ اتوار کا دن تھا اس لیے سب ہی فارغ تھے۔

"اور بیٹا اب کیا ارادے ہیں کہو تو سوئٹزرلینڈ کے لیے تم دونوں کی سیٹیں کنفرم کروادوں۔" سجاتا نے چونک کر دارین کو دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"پاپا فی الحال تو رہنے دیں کیونکہ ایک مہینے کے بعد میرے سمسٹر ہیں پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔" دارین نے آسانی سے بات سمجھائی جس پر سب ہی راضی تھے سوائے دادی کے مگر دارین نے پاپا سے سفارش کروا کر انہیں بھی راضی کرلیا۔

"سنیں!" دارین جو کار کی چابی اٹھا کر باہر جانے کے ارادے سے نکل رہا تھا سجاتا کی آواز پر فوراً ایڑیوں کے بل اس کی سمت گھوما۔

"تھینک یو، آپ نے صبح جو کہا تھا اس کے لیے۔" دارین ایک ٹک اس کی شکل دیکھتا رہا تھا کبھی پلکیں اٹھاتی کبھی گراتی کچھ کنفیوز سی پچھلے تین دنوں سے کافی مختلف لگ رہی تھی۔

"کیا یہی کہنے کے لیے روکا تھا مجھے۔" دارین نے اس کی گھبراہٹ سے حظ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"جی بس یہی کہنا تھا۔" سجاتا نے ایک نظر اس کے مسکراتے چہرے پر ڈالی پھر اس کی نظروں سے بچنے کے لیے وارڈروب کھول کر کھڑی ہوگئی۔

"اگر کپڑے چینج کرنے کا ارادہ ہے تو رہنے دو یہ ساڑھی تم پر سوٹ کررہی ہے۔" وہ اپنی بات کہہ کر رکا نہیں تیزی سے نیچے اتر گیا اور سجاتا اس کے الفاظ پر جہاں تھی وہیں تھم گئی۔ کچھ دیر گم صم سی کھڑی رہی پھر وارڈ

روب بند کرکے بیڈ کے کونے پر ٹک گئی۔ "کیا ہماری کمٹمنٹ میں اتنی گنجائش نکلتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سراہ سکیں؟" وہ کتنی ہی دیر خود سے سوال و جواب کرتی رہی اور اسے سوچتی رہی مگر اسے اپنے سوالوں کے جو جواب مل رہے تھے وہ اسے مزید الجھا رہے تھے۔ آخر تھک کر وہ اٹھ گئی اور ان سوالوں کو آئندہ کے لیے رکھ کر خود بھی نیچے آگئی جہاں دونوں بھابیاں ممی جی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتوں میں لگ کر جلد ہی بہل گئی۔

شادی کے بعد کچھ دن تو دعوتوں میں ہی نکل گئے اور اس دوران وہ دو بار اپنے اماں ابا سے بھی مل کر آچکی تھی۔ اماں کو تو اب تک اس کی قسمت پر یقین نہیں آرہا تھا وہ کئی کئی بار کے پوچھے ہوئے سوال اس سے پوچھ چکی تھیں اور سجاتا ہر بار نئے سرے سے ان کی تسلی کراتی۔ جس جس کو اس کی شادی کا پتا چلا سب ہی اس کی قسمت پر رشک کررہے تھے اور وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہورہی تھی۔ اب اسے احساس ہورہا تھا کہ وہ جس کام کو اتنا آسان سمجھ رہی تھی وہ اتنا آسان نہیں ہے لوگوں کی نظروں میں وہ ایک شادی شدہ زندگی گزار رہی تھی اور اسی حوالے سے اس سے سوال بھی کیے جاتے تھے، جس پر وہ بہت دفع کنفیوز ہوئی تھی۔ کئی بار جھوٹ بولتے بولتے اس کی زبان لڑکھڑائی تھی۔ صرف ایک مہینے میں ہی وہ بری طرح گھبرا گئی تھی اس کی ازلی خود اعتمادی اور زبان درازی شادی کے بعد سے ختم ہوکر رہ گئی تھی اور یہ شاید اس کے ضمیر کی ملامت کی وجہ سے ہی ہوا تھا کہ وہ سب کو دھوکا دے رہی تھی۔ سب کے سامنے ڈرامہ کررہی تھی پر ساتھ ساتھ اپنے اندر ایک ویرانی، ایک سناٹا اترتا ہوا بھی محسوس کررہی تھی۔ ممی اور دادی ماں جب اس کی معصومیت پر واری صدقے ہوتیں تو وہ اندر تک کٹ کررہ جاتی اور اتنی محبت اور اتنی خوشیاں پاکر بھی وہ خالی دامن ہوتی جارہی تھی۔ وہ خوشیاں جو اس چھوٹے سے دو کمروں کے گھر میں تھیں وہ بھی اب اس جھوٹی زندگی کے آگے اسے ایک انمول خزانے کی طرح لگتیں۔ وہ رہ رہ کر ان بے فکرے دنوں کو یاد کرتی جہاں بظاہر تو کچھ نہیں تھا مگر ہنسی تو اپنی تھی، مسکراہٹیں تو سچی تھیں۔ دارین خود تو پندرہ دنوں کے بعد سے ہی یونیورسٹی جانے لگا تھا پھر سجاتا کو دادی نے کم از کم ایک مہینے تک جانے سے منع کردیا تھا اور آج ایک مہینہ پورا ہوتے ہی وہ کل سے یونیورسٹی جانے کا ارادہ کیے بیٹھی تھی، اس لیے شام کو جیسے ہی دارین گھر لوٹا وہ اس کے پیچھے پیچھے ہی اوپر چلی آئی۔

"خیریت کوئی پرابلم ہے کیا؟" دارین نے بیگ ایک طرف رکھ کر جوتے اتارتے ہوئے پوچھا۔

"جی پہلے آپ کھانا کھالیں میں پھر بات کروں گی۔" دارین نے جوتوں کے تسمے کھولتے ہوئے ترچھی نظر سے اسے دیکھا جو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے کھڑی تھی۔

"میں کھانا کھا کر آرہا ہوں تمہیں جو کہنا ہے کہو میں سن رہا ہوں۔" دارین نے جوتے اتار کر بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے کہا۔ سجاتا نے جلدی سے جوتے اٹھا کر ریک میں رکھے اور پھر خود بھی بیڈ کے کونے پر ٹک گئی۔ دارین بغور اس کی کیفیت کو نوٹ کررہا تھا۔

"ایک مہینے سے زیادہ ہوگیا ہے۔ میں یونیورسٹی نہیں گئی اور پھر میرے سمسٹر بھی آٹھ دنوں میں شروع ہوجائیں گے۔ اس لیے میں اب مزید اپنی اسٹڈی کا حرج نہیں کرسکتی۔ مجھے کل سے یونیورسٹی جانا ہے تاکہ جو کچھ پچھلے دنوں مس ہوگیا ہے اسے ان اگلے چند دنوں میں کور کرلوں۔" سجاتا نے اپنی پوری بات کہہ کر اس کی طرف دیکھا جو اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر کل سے میرے ساتھ ہی چلنا۔" سجاتا اس کی اجازت ملتے ہی خوشی سے مسکرانے لگی۔

"تھینک یو سو مچ۔ اب ایک کام اور ہے اگر آپ کردیں تو؟" دارین نے پہلی بار اسے یوں کھل کر

UrduPhoto.com

مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"ہاں کہو۔" اس نے بیڈ سے نیچے اتر کر سلیپر پہنتے ہوئے سجاتا کے کھلے کھلے چہرے کو دیکھا۔

"آپ دادی سے اجازت لے لیں انہوں نے ایک مہینے کا کہا تھا اور آج ایک مہینہ ہوگیا ہے۔" سجاتا کی بات پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"ٹھیک ہے یہ کام بھی ہوجائے گا اور کچھ؟"

"نہیں، بس یہی کہنا تھا اب آپ کپڑے چینج کرلیں میں چائے لاتی ہوں آپ کے لیے۔" سجاتا نے خوشی خوشی نیچے کی جانب قدم بڑھائے تھے کہ دارین نے آواز دے لی۔

"مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ تمہاری مسکراہٹ مونالیزا سے کم نہیں، شاید اسی لیے تم اس کو بہت کم اپنے چہرے پر لاتی ہو۔" یہ کہتے کے ساتھ ہی وہ واش روم میں چلا گیا جبکہ سجاتا ہونٹ بھینچے کچھ دیر وہاں کھڑی رہی پھر نیچے آکر اس کے لیے چائے بنانے لگی مگر دھیان سارا دارین کے جملے میں ہی اٹکا ہوا تھا۔ اسی بے دھیانی میں گرم گرم پانی کپ کے بجائے سیدھا پیر پر گرا اور کپ ہاتھ سے چھوٹ کر دور جاگرا، چھناکے کی آواز پر مریم بھابی کچن میں آئیں تو سجاتا کو پیر پکڑے دیکھ کر گھبرا گئیں۔

"کیا ہوا؟" جلدی سے اس کے پیر سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا جہاں گہرا سرخ نشان بن گیا تھا۔

"اف! یہ تو بہت سرخ ہورہا ہے چھالا بن جائے گا چلو جلدی میں کوئی ٹیوب لگادیتی ہوں اٹھو۔" بھابی نے سہارا دے کراسے ڈائننگ ٹیبل سے چیئر گھسیٹ کر بٹھایا اور خود کریم لینے بھاگیں۔

دارین سیٹی پر شوخ سی دھن بجاتا ہوا نیچے اترا تو اسے ٹیبل پر سر رکھے دیکھ کر سیدھا اس کے پاس چلا آیا۔

"کیا ہوا تم تو چائے لینے گئی تھیں؟" سجاتا نے جلدی سے چہرہ اٹھا کر گیلی آنکھیں صاف کیں۔

"کیا ہوا؟ سجاتا تم رو کیوں رہی ہو؟" تو دارین اس کی گیلی پلکیں دیکھ کر پریشان ہو اٹھا۔ اتنی دیر میں بھابی ٹیوب لے کر آگئیں۔

"لاؤ پیر دکھاؤ میں ٹیوب لگادوں ابھی تھوڑی دیر میں تکلیف کم ہوجائے گی۔" بھابی کے جھکنے پر اس کی نظر بھی پیروں پر پڑی جہاں اب ہلکے ہلکے سرخ چھالے نظر آرہے تھے۔

"یہ کیا ہوا ہے بھابی، یہ پیر کیسے زخمی ہوا؟" دارین نے گھٹنے کے بل بیٹھتے ہوئے پوچھا اور ساتھ ساتھ پیر کو ادھر ادھر ہلا کر دیکھا جہاں بھابی ٹیوب لگا چکی تھیں۔

"کچھ نہیں شاید چائے بناتے ہوئے گرم گرم پانی پیر پر گرگیا تھا اسی لیے چھالے پڑگئے ہیں۔"

"بھابی! آخر دادی ماں ایک باورچی رکھنے کیوں نہیں دیتیں، ہمارے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے مگر دادی ماں کی یہ ضد میری سمجھ میں نہیں آتی کہ کھانا گھر کی عورتیں ہی بنائیں گی۔" دارین نے سجاتا کی تکلیف کا ذمہ دار دادی کی ضد کو قرار دیتے ہوئے نروٹھے پن سے بھابی سے پوچھا جو اس کی بات پر مسکرانے لگی تھیں۔

"دیور جی! یہ بات آج کچھ زیادہ ہی بری نہیں لگ رہی۔ آپ کو، اس سے پہلے بھی گھر کی عورتیں ہی کھانا بناتی رہی ہیں پھر آج یہ غصہ اپنی بیگم کی وجہ سے تو نہیں ہے۔" بھابی کی بات پر وہ انہیں گھور کر رہ گیا جبکہ سجاتا اپنی ساری توجہ پیر پر لگا کر بھابی اور دارین کی نظروں سے بچنے کی کوشش کرنے لگی۔ بڑی بھابی اور ممی جی بھی شور سن کر ڈائننگ ہال میں آگئیں۔

"ممی جی آج دانی بہت غصے میں ہے کیونکہ آج ان کی بیگم کو کچن کا کام کرتے ہوئے تکلیف جو پہنچی ہے۔" چھوٹی بھابی نے بڑی بھابی کو آنکھ مارتے ہوئے شرارت سے کہا جس پر دارین پیر کے بل ممی کی سمت گھوما۔

"ممی! بھابی غلط بیانی کررہی ہیں مجھے غصہ دادی کی بے جا ضد پر ہے نہ کہ سجاتا کے کام کرنے پر۔"

"پر آپ کی بات کا بیک گراؤنڈ تو وہی ہے دیور جی۔" بھابی نے مزید تپانے کے لیے جملہ کسا جس پر وہ واقعی تپ کر رہ گیا۔ ممی بھی بھابی کی شرارت کو سمجھ کر مسکرانے

UrduPhoto.com

لگیں۔

"دانی بیٹا! تم نے وہ مقولہ تو سنا ہی ہوگا کہ مرد کے دل کا راستہ معدے سے ہوکر گزرتا ہے، بس اسی لیے آپ کی دادی کا حکم ہے کہ گھر کا کچن گھر کی عورتیں ہی سنبھالیں تاکہ اس گھر کے مردوں کے دلوں پر ان کی بیویوں کے علاوہ کوئی دوسرا راج نہ کرسکے۔" ممی کی وضاحت کو بڑی غور سے سنتا ہوا دارین آخر میں قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔

"اوہ گاڈ! مام اس کا مطلب ہے کہ ہیر رانجھا، سوہنی مہینوال وغیرہ کی سچی محبت صرف ایک کہانی ہی ہے حقیقت نہیں۔" دارین نے بمشکل ہنسی روک کر پوچھا۔

"لڑکے سدھر جاؤ، بال کی کھال نکالنے بیٹھ جاتے ہو ابھی تمہاری دادی نے سن لیا ناں تو ساری رات لیکچر سننا پڑے گا تمہیں۔" ممی نے مصنوعی خفگی سے گھورتے ہوئے ڈانٹا۔

"تو مام اٹس ریئلی امیزنگ مجھے تو آج یہ بات معلوم ہوئی ہے جبھی چھوٹی بھابی مجھے اکثر و بیشتر کچن میں ہی ملتی ہیں۔" دارین نے فوراً بدلا برابر کرنے کے لیے بھابی کو مثال بنایا۔

"سجاتا اپنے میاں کو رسی باندھ کر رکھو یہ بہت ادھر ادھر نظریں رکھنے لگا ہے۔" بھابی نے کب سے خاموش بیٹھی سجاتا کو مخاطب کیا جو خود کو موضوع گفتگو بنتا دیکھ کر پریشان ہوگئی۔ ممی نے فوراً اس کی پریشانی کو بھانپ لیا۔

"ارے بھئی بچو! اب بس کرو بہت ہوگیا مذاق، سارے مرد آفس سے آتے ہی ہوں گے، دارین تم سجاتا کو اوپر لے جاؤ تاکہ تھوڑی دیر آرام کرلے تو اس کی پیر کی سوزش کم ہو اور بہو کھانے کا کچھ کروا بھی سب آتے ہی بھوک بھوک کا شور مچادیں گے۔" ممی کے اشارے پر دارین نے سجاتا کو سہارا دے کر کھڑا کیا اور آہستہ آہستہ سیڑھیاں طے کرکے اوپر بیڈ پر لے جا کر بٹھادیا۔

"اب کل یونیورسٹی جانے کا خیال ذہن سے نکال دو اور آرام کرو اب تو دادی ماں کسی صورت اجازت نہیں دیں گی اپنے چہیتے پوتے کی بیوی کو اس حالت میں یونیورسٹی جانے کی۔" دارین کی بات سن کر وہ پریشان ہو اٹھی۔

"مگر میرا جانا ضروری ہے ورنہ پیپر دینے کی پرمیشن نہیں ملے گی اتنے دنوں تک غیر حاضری پر اور پھر مجھے پچھلا نقصان بھی پورا کرنا ہے۔" دارین اس کی بات پر خود بھی سوچ میں پڑگیا۔

"ایسا کرتے ہیں کہ کل تم آرام کرو پرسوں سے دیکھیں گے اور کل میں کوشش کرکے تمہارے پچھلے اسائنمنٹ کہیں سے لینے کی کوشش کرتا ہوں، اگر مل جائیں تو ویل اینڈ گڈ ورنہ میں خود بنادوں گا۔ مگر تم ٹینشن مت لو آرام کرو اوکے۔" دارین نے مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی اور خود ایک دوست کے گھر کا کہہ کر نکل گیا جبکہ سجاتا ایک نئے احساس میں گھر گئی جسے وہ کوئی نام نہیں دے پارہی تھی۔ وہ خود کو اب کمزور پڑتا ہوا محسوس کررہی تھی۔

"یہ کیا ہوتا جارہا ہے مجھے میں کیوں اسے اس قدر سوچنے لگی ہوں، کیوں اسے اپنے قریب دیکھنا چاہتی ہوں؟ کیوں اس کی ہر بات پر سر خم کردیتی ہوں، کیوں یہ بھول جاتی ہوں کہ میرا مقصد کیا ہے اور میرا اس سے رشتہ کیا ہے۔ میں کیوں اپنی اوقات بھول رہی ہوں۔ مجھے کمزور نہیں پڑنا ہے مجھے پہلے جیسی مضبوط بننا ہے، ہاں مجھے مضبوط بننا ہے۔" وہ گھٹنوں میں منہ دیے روتے ہوئے خود سے عہد کررہی تھی، جب بڑی بھابی چائے لے کر آگئیں۔

"لو سجاتا چائے پی لو، ارے یہ کیا تم رو کیوں رہی ہو۔ کیا زیادہ تکلیف ہورہی ہے؟" بھابی اس کا آنسوؤں میں تر چہرہ دیکھ کر پریشان ہوگئیں۔

"کچھ نہیں بھابی بس ویسے ہی دل چاہ رہا تھا۔" سجاتا نے زبردستی مسکرا کر بات کو مذاق میں اڑانا چاہا۔

"عجیب لڑکی ہو بھئی تم نئی نئی شادی کے بعد تو چہرے کی مسکراہٹ نہیں جاتی دل بے بات ہنسنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے اور تم ہو کہ رونے کا بہانہ ڈھونڈ رہی ہو۔ میری

شادی جب ہوئی تھی تو داؤد مجھے ٹوکتے رہتے تھے کہ اتنا مت ہنسا کرو ورنہ نظر لگ جائے گی۔" بھابی مسکراتے ہوئے اپنے دنوں میں کھو گئیں جبکہ سجاتا نے دل ہی دل میں ان کا دھیان بٹنے پر شکر ادا کیا اور ان سے ان کی شادی کے قصے سننے لگی۔

دونوں کے بعد دادی ماں اور پاپا نے آج بڑی مشکلوں سے یونیورسٹی جانے کی اجازت دی تھی اور گاڑی میں بیٹھنے تک اسے مستقل نصیحت کرتی رہی تھیں ساتھ دارین کو بھی اس کا خیال رکھنے کی ہدایتیں دے رہی تھیں۔ دارین پورے راستے خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا تھا اور سجاتا دل ہی دل میں خود کو لوگوں کے سوالات کے لیے تیار کررہی تھی۔ اتنے دن غیر حاضری کا جواب بھی تو دینا تھا بہت کم لوگ ہی ان دونوں کی شادی کے بارے میں جانتے تھے اور وہ بھی دارین کے چند ایک بہت کلوز فرینڈ ہی جانتے تھے۔ چیک پوسٹ پر دونوں نے اپنے کارڈز چیک کرائے پھر پارکنگ میں لے جاکر کار سائیڈ کی۔ سجاتا باہر نکل کر سائیڈ پر کھڑی ہوگئی۔ دارین کار لاک کرکے گھوم کر اس کی طرف آیا اور موبائل سیٹ اس کی طرف بڑھایا۔

"لو یہ سیل اپنے پاس رکھو اور کوئی پرابلم ہو تو گھر کال کرکے ڈرائیور کو بلوا لینا ویسے میں خود ہی بارہ بجے تک تمہارے ڈپارٹمنٹ کا چکر لگالوں گا۔" سجاتا سیل لیتے ہوئے جھجک رہی تھی اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔

"اور آپ کیا کریں گے اگر آپ کو ضرورت ہوئی سیل کی تو۔" دارین ہنوز ہاتھ آگے بڑھائے کھڑا تھا مگر سجاتا نے ابھی تک سیل نہیں تھاما تھا۔

"آج تم رکھ لو پھر شام میں نیا سیل لادوں گا تمہیں اوکے اور اب میں چلتا ہوں۔" سجاتا نے سر جھکاتے ہوئے سیل لے کر اپنے پرس میں رکھا اور اسے خدا حافظ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

پورا دن مصروفیت میں گزر گیا اتنے دن کا خسارہ پورا کرنے کے چکر میں وہ بری طرح تھک گئی تھی اور اوپر سے اتنے دن تک غیر حاضری پر سب کے سوالات کے جواب دیتے دیتے وہ عاجز آ گئی۔ گیارہ بجے اکنامکس کی کلاس لے کر باہر نکلی تو موبائل بج اٹھا وہ پہلے تو کشمکش میں رہی کہ کال ریسیور کرے یا نہ کرے مگر پھر کچھ سوچ کر پش کا بٹن دبایا اور سیل کان سے لگایا۔

"دارین! مائی لو ویئر آر یو میں کب سے ٹرائی کررہی ہوں مگر لائن مل کر ہی نہیں دے رہی تھی۔ میں تمہیں بہت مس کررہی ہوں۔ اف میں بھی کتنی پاگل ہوں اپنی کہے جارہی ہوں تم سناؤ کیسے ہو؟" سجاتا خاموش رہی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے۔

"ہیلو دانی کیا ہوا تم خاموش کیوں ہو؟ اوہ کہیں تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہو۔" ابھی سجاتا دوسری طرف کی غلط فہمی دور کرنے ہی والی تھی کہ وہ دوبارہ شروع ہوگئی۔

"سوری دانی کل میں اپنے کلاس فیلو کے ساتھ کچھ دیر کے لیے باہر گھومنے گئی ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے تمہاری کال ریسیور نہیں کرسکی اور پرسوں بھی تم نے کال کی تھی تو میں اس وقت سو رہی تھی۔ آج میں نے اسی لیے خود ہی کال کی ہے۔ آئی ایم ریئلی ویری سوری ڈیئر۔" اب سجاتا کو غصہ آرہا تھا اس نے کوئی جواب دیئے بغیر ہی لائن کاٹ دی اور سیل آف کرکے بیگ میں رکھ دیا۔

"وہاں میری کیئر سب کے سامنے ایسے کرتے ہیں کہ جیسے مجھ سے زیادہ کوئی عزیز ہی نہیں ہے اور یہاں یونیورسٹی آکر لندن کال کی جاتی ہے۔" وہ غصے میں دل ہی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی کیفے ٹیریا کی طرف چلی جارہی تھی مگر راستے میں دارین کو ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھ کر اس کے پیر سے جاکر سر پر لگی وہ کیفے ٹیریا کے بجائے سیدھا جاکر دارین کے سر پر کھڑی ہوگئی۔

"اگر آپ کو فرصت مل گئی ہو تو چلیں گھر۔" دارین نے ایک پل کو چونک کر اس کے سرخ تپے چہرے کو دیکھا پھر مسکراتے ہوئے ماہین کو مخاطب کیا۔

"ماہین! اٹس مائی وائف سجاتا دارین اور سجاتا یہ

UrduPhoto.com

UrduPhoto.com

میری پھوپھی زاد کزن ہے ماہین جو شہر سے باہر ہونے کی وجہ سے ہماری شادی میں نہیں آسکی تھی۔" ماہین نے حیرت سے دارین کو دیکھا اور پھر ہاتھوں کا مکا بنا کر اس کے شانے پر دے مارا۔

"یو ایڈیٹ دانی یہ اسی یونیورسٹی میں ہوتی ہے اور تم اب ملوا رہے ہو مجھے اس سے۔" پھر گھوم کر ماہین نے اپنا رخ سجاتا کی طرف کیا جو ان دونوں سے لاپروا ادھر ادھر دیکھ رہی تھی مگر دھیان سارا ان کی طرف ہی تھا۔

"آؤ سجاتا یہاں بیٹھو، مجھے واقعی معلوم نہیں تھا کہ تم اسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہو ورنہ میں تم سے ضرور ملتی۔" ماہین نے خلوص سے اسے بیٹھنے کی دعوت دیتے ہوئے وضاحت دی۔

"ان کو اپنے آپ سے فرصت ہوگی تو ہی یہ دوسروں کی طرف دیکھیں گے۔ اینی وے اس وقت مجھے گھر جانا ہے آپ سے تو اب بات ہوتی ہی رہے گی۔" دارین حیرت سے سجاتا کی شکل دیکھتا رہا پھر ماہین کو دیکھا جو خفت سے سرخ چہرہ لیے زبردستی مسکرانے کی کوشش کررہی تھی۔

"سوری ماہین، مجھے واقعی یاد نہیں رہا کہ دادی نے بارہ بجے آنے کا کہا تھا اور اب پونے بارہ تو ہو ہی رہے ہیں ہم چلتے ہیں اگر تم بھی چلنا چاہو تو چلو۔" دارین نے خوشدلی سے آفر کرکے ماحول کی کثافت کو کم کرنا چاہا۔

"نو تھینکس، تم لوگ جاؤ مجھے بھی اب گھر جانا ہے۔ اوکے سجاتا میں اب چلتی ہوں۔" ماہین نے ہاتھ ہلاتے ہوئے اجازت مانگی اور پھر خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ دارین اب غصے سے سجاتا کی طرف مڑا۔ جو رخ موڑے کھڑی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی تمہیں ذرا سے بھی مینرز نہیں ہیں؟" مگر اسے اسی اسٹائل میں پیٹھ موڑے کھڑا دیکھ کر دارین مزید تپ گیا اور اس کا بازو کھینچ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے یہ کیا حرکت تھی۔ وہ کیا سوچ رہی ہوگی تمہیں ذرا سا بھی احساس ہے۔" وہ دانت بھینچتے ہوئے غرایا مگر وہ ہنوز اسی طرح پرسکون کھڑی رہی اور اس کا یہ سکون دارین کو مزید آگ بگولہ کررہا تھا۔

"چلو تم سے تو میں گھر چل کر بات کروں گا۔" دارین اس کا ہاتھ پکڑ کر بظاہر بہت سکون سے آگے بڑھا مگر اس کی سخت گرفت سے سجاتا کو اس کے غصے کا اندازہ ہورہا تھا۔

گھر پہنچ کر اسے کمرے میں آنے کا حکم دیا اور خود دھپ دھپ کرتا ہوا پہلے ہی اوپر چلا گیا۔ وہ جان بوجھ کر آدھے گھنٹے کے بعد فریش ہوکر اوپر آئی آج بڑے دنوں کے بعد اس کی وہی ضدی طبیعت عود کر آئی تھی۔

"میں نے تم سے کہا تھا فوراً اوپر آؤ پر تم جان بوجھ کر دیر سے آئی ہو۔" وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی دارین غصے سے اس کی طرف لپکا۔

"آئی ایم ساری میں آپ کے حکم کی پابند نہیں ہوں اور نہ ہی آپ کی زرخرید جو ایک آواز پر بھاگی چلی آؤں۔" اس نے سائڈ سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے سکون سے جواب دیا گیا مگر اس کے جواب پر دارین کے پتنگے لگ گئے وہ غصے سے پاگل ہوا تھا۔

"شٹ اپ یو جسٹ شٹ اپ، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے اس قسم کے الفاظ کہنے کی۔" دارین نے اسے کلائی سے پکڑ کر واپس اپنے مقابل کیا۔

"یہی سوال میں بھی آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کی ہمت کیسے ہوئی......" ابھی اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ دارین کا بھاری ہاتھ اس کے چہرے پر اپنے نشان چھوڑ گیا۔ سجاتا شدید حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہ گئی کہ جس کے چہرے پر ایک پتھریلا تناؤ اور آنکھوں میں شدید غصہ تھا۔

"آئندہ ایک لفظ بھی مجھ سے فالتو کہا تو یاد رکھنا زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ابھی تم نے میری نرمی دیکھی ہے غصہ نہیں اور کوشش کرو کہ مجھے غصہ کم سے کم ہی آئے ورنہ

نقصان سراسر تمہارا ہی ہوگا۔“ وہ انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کرتا ہوا واش روم میں چلا گیا جبکہ سجاتا وہیں حیرت وصدمے سے کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ اس کے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ بات اتنی جلدی اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہ اس پر ہاتھ بھی اٹھالے گا۔ دارین اپنی کار کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا اور اس پر ایک نگاہ غلط ڈالنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ سجاتا اس کے جانے کے بعد جو رونا شروع ہوئی تو آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے۔ اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔ اس نے اتنا بے بس اپنے آپ کو کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا۔

پتہ نہیں بین کی کال کے بعد اسے اتنا غصہ کیوں آیا تھا کہ وہ دارین سے بدتمیزی کرگئی تھی۔ کافی دیر رونے کے بعد اسے دارین کا خیال آیا تو جلدی سے منہ دھونے چلی گئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ دارین اس کے آنسو دیکھے اور اس کا مذاق اڑائے، اس لیے اس کے آنے سے پہلے جلدی جلدی فریش ہوکر نیچے آگئی اور بڑی بھابی کے بیٹے علی اور ماہم کے ساتھ کھیلنے میں لگ گئی۔ وہ چاہتی تھی کہ دارین جب آئے تو اسے خوش باش دیکھ کر جل جائے۔

وہ کافی دیر علی اور ماہم کی معصوم شرارتوں میں مصروف رہی مگر دارین لوٹ کر نہیں آیا۔ اب تو اسے گئے ہوئے کافی دیر ہوگئی تھی۔ پاپا اور داؤد بھائی بھی آفس سے آنے کے بعد دارین کا پوچھ چکے تھے اب اسے بھی فکر ہورہی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا تھا سجاتا کی پریشانی بھی بڑھتی جارہی تھی۔ دارین دوپہر تقریباً دو بجے کا نکلا ہوا تھا اور اب رات کے نو بج رہے تھے وہ اپنا سیل بھی لے جانا بھول گیا تھا جو سجاتا کے بیگ میں بند پڑا ہوا تھا۔ ممی بھی کافی پریشان ہوگئیں تھیں اس کے تمام دوستوں کے ہاں فون کرواچکی تھیں مگر اس کا کہیں پتا نہیں تھا۔ رات تقریباً ساڑھے دس بجے کے قریب اس کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو سب کی جان میں جان آئی۔ ممی اور دادی باقاعدہ اس کی کلاس لینے کے لیے تیار کھڑی تھیں جبکہ سجاتا ایک طرف سر جھکائے کھڑی خود کو ان سب کی پریشانی کا ذمہ دار سمجھ رہی تھی۔

”دارین! ادھر آؤ۔“ اس نے جیسے ہی لاؤنج میں قدم رکھا۔ ممی نے سختی سے اسے حکم دیا۔

”جی ممی۔“ وہ ہونٹ بھینچے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے ان کے سامنے جا کر کھڑا ہوگیا۔

”کہاں تھے اب تک۔ ٹائم دیکھا ہے کیا ہوا ہے۔ ذرا خیال ہے تمہیں ہمارا کہ ہم لوگ کتنے پریشان تھے۔ کہاں کہاں کال کرکے معلوم نہیں کیا ہم نے کم از کم [illegible] موبائل تو آن رکھتے۔“ وہ سر جھکائے ممی کی ڈانٹ [illegible] رہا۔

”سوری مام آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔“ وہ دور کھڑی [illegible] پر ایک نظر ڈال کر سیدھا اوپر چلا گیا کسی اور کو کہنے [illegible] موقع دیے بغیر اپنے کمرے میں جا کر بند ہوگیا۔

”دیکھی آپ نے اس کی حرکت کسی بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اس نے۔ سیدھا اوپر چلا گیا۔“ [illegible] نے غصے سے پاپا کو مخاطب کیا جو خاموش بیٹھے نیوز [illegible] رہے تھے۔

”ارے بیگم جوان اولاد پر اس طرح سب کے سامنے جرح کروگی تو ایسا تو ہوگا ہی۔ ابھی وہ واپس [illegible] ہے پہلے اسے کچھ دیر بیٹھنے دیتیں۔ آپ بھی آتے [illegible] شروع ہوگئیں۔ جاؤ بیٹا سجاتا دیکھو اسے جا کر کسی [illegible] ضرورت تو نہیں کھانے پانی کا پوچھو اس سے۔“ [illegible] کا حکم ملتے ہی مرے مرے قدموں سے اوپر کی جانب بڑھ گئی جبکہ ممی اب پاپا پر اپنا غصہ نکال رہی تھیں۔

سجاتا نے ڈرتے ڈرتے اندر قدم رکھا۔ وہ آنکھوں پر بازو رکھے جوتوں سمیت بیڈ پر دراز تھا۔ وہ کچھ [illegible] سوچتی رہی کہ مخاطب کرے یا نہ کرے مگر پھر ہمت [illegible] پوچھ ہی لیا۔

”کھانا لگاؤں آپ کے لیے؟“ وہ کچھ دیر [illegible] انتظار کرتی رہی لیکن جواب نہ پا کر دوبارہ پوچھا۔

”دارین! کھانا کھالیں میں یہیں لادیتی [illegible]“ اب دارین نے غصے میں آنکھوں سے بازو ہٹا [illegible]

اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر سر جھکا گئی۔

”بہت خوشی ہوئی ہوگی تمہیں سب کے سامنے میری بے عزتی کروا کر۔ تمہارے دل کو سکون ملا ہوگا۔“ سجاتا خود کو بے بس محسوس کررہی تھی۔ بھلا پہلے کب اس قسم کی چویشن سے واسطہ پڑا تھا پہلے کبھی کسی کو منانے کی نوبت ہی کب آئی تھی۔ اس نے ایک نظر دارین کو دیکھا جو اس پر نظریں گاڑے ہوئے تھا۔

”آپ اگر کہیں تو میں ممی کو بتادوں کہ آپ کو بھوک نہیں ہے بعد میں کھالیں گے۔“ اب وہ یہاں سے بھاگنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی مگر اس کا یہ کہنا غضب ہوگیا وہ مزید تپ سا ہوگیا۔

”ہاں تاکہ نیچے اب ایک نیا تماشا کھڑا ہوجائے اور جو میری تھوڑی بہت عزت رہ گئی ہے وہ بھی خاک ہوجائے تم اور کربھی کیا سکتی ہو۔“

وہ دروازے کے پاس سے ہٹ کر بیڈ کے کونے پر آکر بیٹھ گئی اور کچھ دیر اس کی شکل دیکھتی رہی پھر آہستہ سے گویا ہوئی۔

”دیکھیں، مجھے کسی کو منانا نہیں آتا اور خاص کر لڑکوں کو، میرے گھر میں میرے ابا کے علاوہ اور کوئی مرد نہیں ہے میرا مطلب ہے اور کوئی آدمی نہیں ہے اور ایسی صورت حال سے میرا پہلی بار واسطہ پڑا ہے۔“ دارین کے ایکسپریشن دیکھنے کے لیے وہ کچھ دیر کے لیے رکی اور پھر سے گویا ہوئی۔

”آپ کو شاید عجیب لگے پر یہ سچ ہے کہ مجھے منانا بالکل نہیں آتا مجھے معلوم ہے کہ غلطی میری تھی اصل میں یونیورسٹی میں جب میں اکنامکس کی کلاس لے کر نکلی تو بین کی کال آئی تھی اور پھر پتا نہیں مجھے اتنا غصہ کیوں آیا کہ میں ماہین سے بھی بدتمیزی کرگئی۔ آئی ایکسٹریملی سوری۔“ وہ سر جھکائے اپنی غلطی کا اعتراف کررہی تھی بلکہ دارین حیرت سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا جہاں سچائی اور معصومیت بہت واضح نظر آرہی تھی۔ وہ جان گیا تھا کہ اس کا کہا ہوا ایک ایک لفظ سچ ہے بلکہ وہ اس وجہ کو بھی جان گیا تھا جس کی وجہ سے یہ سارا فساد کھڑا ہوا تھا اور اب دارین کے چہرے پر غصے کے بجائے مسکراہٹ تھی اور بدگمانی کے بادل چھٹ گئے تھے۔

”کیا آپ ابھی بھی ناراض ہیں۔“ سجاتا اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ چکی تھی پر اپنی تسلی کے لیے اس کے منہ سے سننا چاہ رہی تھی۔

”نہیں، اب کوئی ناراضگی نہیں ہے تم اگر پہلے بتادیتیں تو اتنا ہنگامہ تو نہیں ہوتا اور نہ ہی میں تم پر ہاتھ اٹھاتا۔“ اب وہ جھجل سا سر کھجاتے ہوئے اپنی غلطی کا بھی اعتراف کررہا تھا۔

”میں آپ کو بتانے ہی والی تھی پر آپ کے ساتھ ماہین کو دیکھ کر مجھے اور غصہ آگیا تھا۔“ سجاتا کی بات سن کر دارین قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ جبکہ سجاتا مصنوعی غصے سے اسے گھورنے لگی۔

”اوہ یار تم سب لڑکیاں ایک سی ہوتی ہو، اپنے شوہر کو ذرا دیر کسی دوسری عورت کے ساتھ دیکھ لو تو جل بھن کر رہ جاتی ہو۔“

”ہاں بالکل اسی طرح جس طرح آپ لوگ اپنی بیوی کو دوسرے آدمی کے ساتھ دیکھ کر جل جاتے ہیں۔“ سجاتا نے تپ کر فوراً بدلہ اتارا۔

”مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی لڑاکا ہو ورنہ شادی کرنے سے پہلے ایک بار سوچتا ضرور۔“ سجاتا اس کی بات پر خود بھی مسکرا کر رہ گئی۔ کچھ دیر پہلے کا ٹینشن زدہ ماحول اب پھر سے پرسکون ہوگیا تھا۔

دوسرے دن یونیورسٹی کے لیے نکلتے ہوئے دارین اسے نیا موبائل سیٹ دینا نہیں بھولا۔

”آپ کو یاد رہا۔“ سجاتا حیرت ومسرت سے پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

”ہاں مجھے یاد تھا۔“ دارین نے کار کے ریورس گیئر لگاتے ہوئے ایک نظر اس کے پرمسرت چہرے پر ڈالی۔

”کل اور آج میں کتنا فرق ہے کل تک ہم لوگ ایک دوسرے سے بات بھی برائے نام ہی کرتے تھے اور آج

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہم ایک دوسرے کے مزاجوں کو کسی حد تک جاننے لگے ہیں۔" سجاتا مسرور سی باہر دیکھتے ہوئے کل سے آج صبح تک کے واقعات کو دہرا رہی تھی سوچ رہی تھی کہ دارین کی آواز پر چونکی۔

"سجاتا کیا ہم اچھے دوست بن سکتے ہیں؟" دارین نے اسے پرامید نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سجاتا اس کی بات پر ایک لمحے کو خاموش رہ گئی پھر کچھ سوچ کر اثبات میں گردن ہلادی۔

"تو پھر ملاؤ ہاتھ اور دوستی کا آغاز کردو۔" دارین نے دایاں ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ سجاتا نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ آہستہ سے آگے بڑھادیا جسے دارین نے بہت گرم جوشی سے تھام کر چھوڑ دیا۔ باقی کا راستہ بھی اسی طرح ایک دوسرے سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے ہوئے گزر گیا۔

سیمسٹر کا ایک مہینہ تو یوں پر لگا کر گزرا کہ مصروفیت میں دن رات کا پتا ہی نہیں چلا خاص کر سجاتا کے لیے یہ مہینہ بہت مصروف ترین اور محنت طلب تھا۔ دارین کا یہ آخری سمیسٹر تھا، فائنل ایئر کا اس لیے وہ سمیسٹر کے ایک ہفتے کے بعد ہی پاپا کے ساتھ آفس جانے لگا تھا جبکہ سجاتا کچھ دنوں کے لیے اپنی اماں کے گھر آ گئی تھی۔

"اماں یہ کیا کررہی ہو میں نے کہا بھی تھا کہ میں نماز پڑھ کر چٹنی پیس دوں گی مگر تم بھی میری ذرا سی آنکھ لگنے پر لے کر بیٹھ گئیں، مجھے جگادیا ہوتا۔" سجاتا کے کان میں جیسے ہی سل بٹے کی آواز پڑی وہ جھٹ نیند سے باہر بھاگی آئی، جہاں اماں چٹنی پیس چکی تھیں۔

"ارے نہیں بیٹا شادی کے بعد پہلی بار کچھ دنوں کے لیے آئی ہے اور اس میں بھی سارا دن کام میں لگی رہتی ہے۔ بس تو نے کباب اور بریانی بنائی تو میں نے سوچا چٹنی خود ہی بناؤں تجھے اب کہاں عادت ہوگی ان پتھروں کے ساتھ جتن کرنے کی۔" اماں نے سل پر پھیلی ہوئی چٹنی پر ہلکا سا پانی کا چھینٹا مار کر کٹورے میں گھسیٹتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

"اماں! کیا شادی کے بعد میں اتنی پرائی ہوگئی ہوں کہ اپنے گھر میں کام بھی نہیں کرسکتی اور یہ تم نے کیا کہا ہے پتھروں کا بھلا بچپن کی عادت چند دنوں میں کیسے بھول سکتی ہے بلکہ میں تو وہاں بھی ایک عدد سل بنا منگوانے کے چکر میں ہوں۔ چٹنی کا مزا ہی سل پر پیس کر آتا ہے۔" سجاتا نے محبت سے اماں کے ہاتھ سے چٹنی کا کٹورا لے کر فرج میں رکھا اور خود ان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر تخت تک لائی اور اماں کو تخت پر بٹھا کر خود دسترخوان لگانے لگی۔

"سجاتا ایک بات تو بتا۔" اماں نے پاندان سے چھالیہ نکال کر سروتے سے کاٹتے ہوئے کہا۔

"جی اماں پوچھیں۔" سجاتا نے پلیٹیں دسترخوان پر لگاتے ہوئے مصروفیت سے جواب دیا۔

"یہ دارین بیٹا تو ٹھیک ہے ناں تیرے ساتھ؟" سجاتا کے ہاتھ کپکپا کے رہ گئے اس نے گھبرا کر اماں کو دیکھا مگر وہ پوری تندہی سے چھالیہ کاٹنے میں مصروف تھیں۔

"جی اماں وہ بالکل ٹھیک ہیں میرے ساتھ بلکہ وہ کیا سارے گھر والے ہی مجھے بہت چاہتے ہیں اور اماں، دادی اماں اور پاپا تو مجھے بہت ہی پیار کرتے ہیں مجھے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ میں اپنے گھر میں ہوں یا سسرال میں۔" وہ دسترخوان لگا کر اماں کے پاس ہی تخت پر آ کر بیٹھ گئی اور پاندان سے چھالیہ کے چھوٹے چھوٹے دانے لے کر منہ میں ڈالنے لگی۔

"شکر ادا کیا کر بیٹا اللہ کا، جس نے تیرا نصیب یوں کھولا ہے پتہ نہیں میری یا تیرے ابا کی کوئی نیکی تھی جو تجھے اتنا اچھا سسرال ملا ہے۔ میں تو دن رات دعا کرتی ہوں کہ جیسے تیرا نصیب کھلا ہے اللہ سب کی بیٹیوں کے نصیب کھولے۔" اب وہ پاندان سمیٹ کر رکھتے ہوئے ساتھ ساتھ اسے تلقین کرنے لگیں اور وہ ایک بار پھر

بددل ہوگئی یہ سوچ کر کہ وہ سب کو دھوکا دے رہی ہے یہ ساری خوشیاں اور اپنائیت ادھار ہے۔ دو سال کا کانٹریکٹ ہے یہ شادی نہیں ہے بلکہ ایک ایسا ایگریمنٹ ہے جس میں وہ سب کی خوشیوں کو داؤ پر لگا چکی ہے۔

"خدا کسی کی بیٹی کا نصیب میرے جیسا نہ کرے۔ اماں میں تمہیں روک بھی نہیں سکتی کہ ایسی دعائیں مت کیا کرو۔" وہ تیزی سے بھاگ کر اندر کمرے میں چلی گئی اور بستر پر گر کر آنسوؤں کو بہنے سے روکنے کی کوشش کرنے میں ہلکان ہوگئی۔ وہ آنکھیں بند کیے اپنے آنسو اندر اتارنے کی کوشش کررہی تھی جب موبائل پر بیل ہونے لگی۔ جلدی سے بھاگ کر اسکرین پر دارین کا نمبر دیکھ کر دو تین لمبی سانسیں اندر کھینچیں اور دھڑکتے ہوئے دل کو قابو کیا۔

"ہیلو۔" بمشکل دھیمی سی آواز نکلی۔

"ہیلو سجاتا کہاں تھیں کب سے بیل جارہی تھی۔ کیا سو رہی تھیں؟"

"نہیں میں دسترخوان لگا رہی تھی کھانے کے لیے، اس لیے شاید آواز دیر میں سنی تھی اور سنائیں سب خیریت ہے دادی ماں اور باقی سب کیسے ہیں۔" سجاتا نے جلدی سے صفائی پیش کی مبادا کہیں وہ سمجھ ہی نہ جائے مگر شومئی قسمت کہ وہ سمجھ ہی گیا۔

"ہاں سب خیریت ہے تم سناؤ، کیا طبیعت خراب ہے تمہاری آواز کافی بھاری ہورہی ہے۔" سجاتا نے ہونٹ دبا کر بمشکل خود کو رونے سے روکا۔

"نہیں ویسے ہی اصل میں ابھی سلاد بنایا تھا تو آنکھیں جل رہی تھیں۔" برقت بہانہ سوجھنے پر اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔

"میں نے یہ بتانے کے لیے فون کیا تھا کہ میں بزنس ٹور پر کچھ دنوں کے لیے اسلام آباد جارہا ہوں دیکھو شاید دس پندرہ دن لگ جائیں، چائنیز ڈیلی گیشن سے بھی ملنا ہے اور کچھ مشینری کی پرچیز (Purchase) کی بھی بات کرنی ہے ان سے۔ اس لیے اس دوران اگر تمہیں گھر واپس آنا ہو تو ممی کو کال کرکے ڈرائیور کو بلوالینا اور اگر کچھ دن اور رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو۔ میری آج شام چار بجے کی فلائٹ ہے۔ اس لیے شاید تم سے ملنے نہ آسکوں۔ اب میں رکھتا ہوں تھوڑی دیر فریش ہو کر کچھ پیکنگ بھی کرنی ہے۔ اماں کو میرا سلام کہنا۔ انشاءاللہ جلد ہی واپس آ کے ان سے بھی ملوں گا۔ اوکے ٹیک کیئر۔ اللہ حافظ۔" دارین نے جلدی جلدی بات ختم کرکے فون بند کردیا، سجاتا بس موبائل کو دیکھ کر رہ گئی۔ دل ویسے ہی اداس ہورہا تھا اب اس کے جانے کا سن کر بالکل اچاٹ ہوگیا۔

"سجاتا کہاں رہ گئی بیٹا کھانا ٹھنڈا ہوجائے گا۔" باہر سے اماں کی آواز سن کر اس نے موبائل واپس ٹیبل پر رکھا اور خود باہر آ گئی۔ دل اس وقت کسی چیز کو نہیں چاہ رہا تھا اور کھانے کا تو بالکل بھی موڈ نہیں رہا تھا مگر اماں کے خیال سے وہ زبردستی نوالے حلق سے اتارنے لگی۔

دارین کو اسلام آباد گئے دس دن ہوچکے تھے اور اس دوران اس کے تین فون بھی آچکے تھے مگر کسی فون پر بھی اس نے آنے کا نہیں کہا تھا۔ سجاتا کو اماں کے گھر سے آئے بھی دو دن ہوچکے تھے۔ وہ دن گن رہی تھی بالکل غیر ارادی طور پر وہ اسے سوچے جاتی۔ جب بھی اسے دارین کا خیال آتا تو وہ اداس ہوجاتی تھی اور وہ اپنی اس کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ سارا دن گھر میں مختلف کاموں میں مصروف رہتی تا کہ دارین کا خیال اس کا سراپا جو بار بار نظروں کے آگے آ جاتا تھا کہیں گم ہوجائے اور اسے ڈسٹرب نہ کرے۔ اب وہ زیادہ تر نیچے ہی رہتی تھی اور کوئی کام نہیں بھی ہوتا تو بچوں کے ساتھ لگی رہتی تھی یا پھر دادی ماں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے گزرے ہوئے دنوں کے قصے سنا کرتی تھی۔ مگر کب تک وہ خود کو بہلاتی۔ رات میں جیسے ہی کمرے میں قدم رکھتی دارین کا دلکش سراپا آنکھوں کے سامنے آ جاتا اور وہ بے بس

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہو جاتی تھی۔ وہ اپنی بے چینی کو کوئی بھی نام دینے سے قاصر تھی نہ تو اسے اماں کے گھر سکون ملا تھا اور نہ ہی اب یہاں سکون مل رہا تھا۔

"کیا کروں میں کہاں جاؤں۔ یہ کیا ہوتا جا رہا ہے مجھے۔ میں تو ہمیشہ بہت پرسکون اور خوش باش رہنے والی تھی پھر یہ بے چینی یہ اضطراب اور یہ الجھن کس لیے کیوں؟" وہ کھڑکی کھولے کھڑی چاند کو دیکھتے ہوئے سوچے جا رہی تھی۔ اس کا اور چاند کا بہت پرانا اور گہرا ساتھ تھا وہ بچپن سے اپنے تمام راز چاند کے گوش گزار تی آئی تھی نجانے اسے کیوں یقین تھا کہ وہ سب کچھ جو وہ چاند سے کہتی ہے وہ اسے بغور سنتا ہے اور اسے تسلی دیتا ہے اس کی ہر بات کا جواب دیتا ہے یہ چاند۔ آج بھی وہ بہت عرصے کے بعد اس سے مخاطب تھی۔

"تم شاید اس سے محبت کرنے لگی ہو۔ وہ تمہاری زندگی میں آ کر تمہیں متاثر کر گیا ہے تم اس کو کھونے کے ڈر سے گھبرانے لگی ہو۔ تمہیں ڈر ہے کہ وہ کہیں خواب نہ ہو جائے۔" ایک سرگوشی سی اسے سنائی دی تھی۔ دل سے آواز آئی تھی۔

"نہیں میں اس سے محبت نہیں کرتی۔ میں تو بس سب کا دل دکھانے کے خیال سے گھبرا رہی ہوں۔ سب کی محبتوں کو ٹھکرانے کے خیال سے ڈر رہی ہوں۔ مجھے سب گھر والے بہت عزیز ہو گئے ہیں۔ میں ان لوگوں کی سچائی اور ایمانداری کی معترف ہو گئی ہوں اس لیے ان کے ساتھ دھوکے کے خیال سے ہی میری جان نکلنے لگتی ہے۔ میں دارین سے محبت نہیں کرتی۔ غلط ہے یہ الزام میں اس سے محبت کیسے کر سکتی ہوں۔" اس نے دہل کر ایک جھٹکے سے کھڑکی بند کی اور بیڈ پر آ کر دراز ہو گئی۔ نیند تو کئی دن ہوئے آنکھوں سے روٹھی ہوئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہی تھی اپنے دل سے اٹھنے والی آواز کو دبا رہی تھی جھٹلا رہی تھی۔

وہ آج کل خود ترسی کا شکار اور مایوس ہو رہی تھی اپنے ہی فیصلے پر پچھتا رہی تھی۔ یہ سارے پچھتاوؤں کے جال اس کے اپنے ہی بچھائے ہوئے تھے۔ وہ بہت خاموش رہنے لگی تھی۔ خود میں گم اکثر دور تک نکل جاتی اور جب کسی کے متوجہ کرنے پر حقیقت میں آتی تو شرمسار ہو جاتی تھی۔ خود ہی خود بیٹھے بیٹھے مسکرانے لگتی تھی۔

"سجاتا کیا ہوا ہے یوں اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟" مریم بھابی نے اسے لان میں اکیلے بیٹھے گھاس نوچتے ہوئے دیکھا تو اس کے پاس ہی چلی آئیں۔

"کچھ نہیں بھابی، یوں ہی دل اداس ہو رہا تھا تو باہر آ گئی تاکہ تازہ ہوا سے اداسی کچھ کم ہو جائے۔" آج اس کا بہت دل چاہ رہا تھا کسی سے اپنا حال دل کہنے کو بھابی کے پوچھنے پر اس سے رہا نہیں گیا اور سچ بتا دیا۔ بھابی اس کی بات پر مسکرانے لگیں۔

"جب شوہر اپنے پاس نہ ہو ناں تو ایسا ہی ہوتا ہے ہر چیز سے دل اچاٹ ہو جاتا ہے تمہارے دانش بھائی بھی جب بھی کسی سیمینار میں شرکت کے لیے شہر سے باہر جاتے ہیں تو میرا بھی یہی حال ہوتا ہے۔" سجاتا بھابی کے اتنے لمبے اور مفصل جواب پر ہوش میں آ گئی اور ان کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے خود کو وضاحت دینے لگی۔

"یہ بات نہیں ہے بھابی اصل میں میرے پاس کرنے کے لیے کوئی خاص کام بھی نہیں ہے اور نہ ہی آج کل پڑھائی اتنی ہو رہی ہے تو فارغ رہنے کی وجہ سے زیادہ کوفت ہو رہی ہے مجھے۔"

"سجاتا! یہ جو چہرہ ہے ناں انسان کا۔ یہ ایک کھلی کتاب ہوتا ہے اس پر لکھا ہوا ایک ایک لفظ بہت واضح ہوتا ہے اور بہت سچ بھی۔ تم دارین سے بہت محبت کرنے لگی ہو اسی لیے اس کے جانے کے بعد سے اداس رہنے لگی ہو۔ مسکرانا بھی بھول گئی ہو۔ یہ محبت بڑی بے رحم ہوتی ہے اور جدائی اس سے بڑی ظالم شے ہوتی ہے زندگی نہ ہاں میں رہتی ہے اور نہ ہی ناں میں رہتی ہے انسان ان دونوں کے بیچ میں ہی کہیں لٹک کر رہ جاتا ہے۔ آنکھیں

ویران ہو جاتی ہیں سارے رنگ کہیں کھو جاتے ہیں اور جب یہ انتظار اور محبت شدت اختیار کرتے ہیں ناں تو انسان کا ایک ایک عضو بول اٹھتا ہے۔ انسان کا ہر قدم اعلان کرتا ہے کہ وہ محبت اور انتظار کے عمل سے گزر رہا ہے اور سجاتا اگر میرا تجربہ غلط نہیں ہے تو تم بھی اس وقت اسی عمل سے گزر رہی ہو۔" بھابی نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر بغور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے رک رک کر بہت احتیاط سے ایک ایک لفظ ادا کیا تاکہ وہ اپنے اندر کا حبس اور گھٹن باہر نکال لے۔ آج کل سب ہی سجاتا کی اداسی کو نوٹ کر رہے تھے اور دادی تو کئی بار مریم اور عائشہ بھابی سے پوچھ بھی چکی تھی۔

"بھابی! میں ان کو یاد نہیں کرنا چاہتی۔ میں ان سے محبت نہیں کرنا چاہتی بھابی۔ میں انہیں نہیں پا سکتی کہ وہ امانت ہیں سبین علی کی اور میں خیانت نہیں کر سکتی۔ میں اپنے دل کی بات نہیں مان سکتی۔ میں آپ سب کو اپنے والدین اور اپنے آپ کو تو دھوکا دے ہی رہی ہوں پر اب سبین کو دھوکا نہیں دے سکتی۔ میں واپس اپنے اصل کی جانب جانا چاہتی ہوں اور برداشت نہیں ہوتا مجھ سے۔ میں تھکنے لگی ہوں اور سکت نہیں ہے مجھ میں۔ مزید کسی گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ مجھ سے یہ ایک گناہ ہی برداشت نہیں ہو رہا سب کو دھوکا دینے کا اب سبین کو دھوکا نہیں دینا۔" وہ روتے ہوئے تڑپتے ہوئے بے حال ہو کر مریم بھابی کی گود میں سر رکھے اپنے گناہ قبول کر رہی تھی اپنی حقیقت بتا رہی تھی اور بھابی حیرت کے مارے گنگ آنکھیں پھاڑے اس کے تڑپتے مچلتے وجود کو دیکھے جا رہی تھیں۔ یہ کیسی قیامت تھی کہ وہ منزل پر ہوتے ہوئے منزل کو ترس رہی تھی۔ تلاش رہی تھی۔ دارین کے سجاتا سے شادی کرنے پر سب کو ہی حیرت ہوئی تھی اور خوشی بھی کہ اس کی سبین علی جیسی لڑکی سے جان چھوٹی تھی مگر آج اس کے اس فیصلے کی حقیقت معلوم ہوئی تھی اور دارین کی خاموشی کا اصل سبب بھی معلوم ہوا تھا۔

"سجاتا! تم نے اپنے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیوں کیا؟ خود ہی اپنے دامن میں آگ لگا دی۔" مگر سجاتا ہوش میں ہوتی تو سنتی وہ تو کب سے ہوش و خرد سے بے گانی ہو چکی تھی۔

"کوئی ٹینشن کی بات نہیں ہے۔ بس تھوڑی سی ٹینشن ہو گئی تھی انہیں اور کچھ نیند کی کمی بھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی۔" دانش مصطفیٰ نے اس کے ساکت بازو میں انجیکشن لگاتے ہوئے ممی کو تسلی دی جو مسلسل ادھر سے ادھر پریشانی سے ٹہل رہی تھیں۔

"مصطفیٰ صاحب بہت ہو گیا بلائیں اب دارین کو دس پندرہ دن کا کہا تھا اس نے اور آج ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے۔ بچی کا برا حال ہو گیا ہے اکیلے رہ رہ کر۔ آپ فون ملائیں اس کا میں خود اس سے بات کرتی ہوں۔" ممی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اڑ کر دارین کو واپس لے آئیں۔ سجاتا کی حالت دیکھ کر ڈر تو سب ہی گئے تھے مگر ممی اور دادی کا فکر سے برا حال تھا۔

"تم فکر مت کرو بیگم۔ میں نے دارین کو کال کر دی ہے وہ کل شام تک پہنچ جائے گا، یہاں۔" مصطفیٰ صاحب نے انہیں سائڈ کی چیئر پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"پاپا چلیں ہم لوگ سب باہر چل کر بات کرتے ہیں بھابی آپ اور مریم یہاں بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ جائیں سجاتا کے پاس۔ ویسے میں نے انہیں سکون کا انجیکشن لگا دیا ہے اور یہ اب چار، پانچ گھنٹوں سے پہلے نہیں اٹھیں گی۔" دانش نے سجاتا کے سکون کے خیال سے سب کو باہر آنے کا کہا اور خود بھی سجاتا پر ایک نظر ڈال کر باہر آ گئے۔

سجاتا کی آنکھ کھلی تو اس کی نظر سیدھی دارین کی دیوار گیر تصویر پر پڑی۔ کچھ دیر تک تو اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے۔ وہ خود کو بہت تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اچانک آنکھوں کے گرد اندھیرا چھا گیا اور وہ واپس لیٹ گئی۔ اور آہستہ سے آنکھیں موند لیں۔ اسے شدت سے بھوک لگ رہی تھی مگر اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔ کل رات میں عائشہ بھابی نے سوپ پلایا

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

تھا اور جب سے اب تک وہ سوتی رہی تھی اس لیے پیٹ بھی خالی تھا اور سر بھی بھاری سا محسوس ہو رہا تھا۔

''کیا یہ ضروری ہے کہ تم میری ہر سوچ کو غلط ثابت کرو؟'' بالکل اچانک ہی دارین کی آواز گونجی تھی۔ اس نے پٹ سے بند آنکھیں کھول دیں اور ادھر ادھر نظر دوڑائی وہ سامنے ہی راکنگ چیئر پر جھولتا ہوا نظر آیا۔ سجاتا کی اوپر کی سانسیں اوپر اور نیچے کی نیچے ہی رہ گئی اور دل بند ہونے لگا۔ کب گمان تھا کہ وہ لوٹ آئے گا۔

''کیا یہ ضروری تھا کہ ہر الزام مجھے ہی ملتا اور میں خاموش ہی رہتا؟'' ایک اور سوال ہوا۔ اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں جیسے خطرے سے بچ رہی ہو۔

''سجاتا رحمان! میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں جواب دو مجھے۔ کیا یہ ضروری تھا کہ تم ہی میرا مقدر بنتیں اور میری منزل ٹھہرتیں اور تم ہی قربانی دیتیں اپنی محبت کی؟'' اس کے کسی سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا بس بے آواز آنسو بہے جا رہے تھے آنکھوں سے۔ وہ کروٹ موڑ گئی اس کی طرف سے اور خود پر ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ نجانے کیوں اس دشمن جاں کو دیکھتے ہی حواس معطل ہونے لگتے تھے۔

''جواب دو مجھے؟'' دارین نے درشت لہجے میں کہتے ہوئے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ سجاتا کی جان ہوا ہو گئی دل سوکھے پتے کی طرح کانپنے لگا۔

''کیا یہ ضروری تھا کہ تم ہی میرا سکون چھینتیں اور میں تم سے ہی محبت کرتا؟'' سجاتا نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ آنسو بھری آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔ بے یقینی تھی استعجاب تھا۔

''کیا یہ ضروری تھا کہ تم بھی مجھے بیچ منجدھار میں چھوڑنے کی کوشش کرتیں۔ تم بھی یہاں سے نقل مکانی کی بات کرتیں۔ بولو سجاتا کیا یہ سب ضروری تھا؟ کیا مجھ پر اتنا بھی یقین نہیں تھا کہ میرا انتظار کرتیں؟ کیا میرا سہارا بھی لینا گوارا نہیں تھا جو تم ٹوٹ گئیں؟ کیا میں اس قابل بھی نہیں تھا کہ تم مجھے پکارتیں اور میں لوٹ کر نہ آتا؟''

اس کی دھیمی آواز میں دکھ تھا، ملال تھا ایک آس تھی۔ سجاتا ایک ٹک اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی، جہاں ایک درد سا ٹھہرا ہوا تھا کچھ کھو دینے کا خوف تھا اپنی بے بسی اور بے اعتبار کیے جانے کا ماتم تھا۔

''تم سے شادی سراسر میرا اپنا فیصلہ تھا جو میرے دل کی رضا سے ہوا تھا۔ سبین علی میری کلاس فیلو تھی۔ ایک دن اس نے مجھ سے دوستی کی پیشکش کی جسے میں نے قبول کر لیا کیونکہ وہ خوبصورت تھی اور سمجھدار بھی اور اس کی سب سے بڑی خوبی جس نے مجھے متاثر کیا تھا وہ تھا اس کا کانفیڈنس، آہستہ آہستہ ہماری دوستی بڑھتی گئی اور ہم یونیورسٹی سے باہر بھی ملنے لگے اور اکثر ہماری شامیں بھی باہر گزرنے لگیں۔ میں بہت خوش تھا ان دنوں کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ سبین ہی وہ لڑکی ہے جس کی مجھے تلاش تھی مگر میری یہ خوشی صرف چند دنوں کی تھی۔ ایک دن پاپا نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور کچھ دیر ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد مجھ سے سبین کے بارے میں پوچھا تو میں چونک گیا۔ میں نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ ان کو سبین کے بارے میں کیسے معلوم ہوا کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ ہم سب بھائیوں کی بہت کیئر کرتے تھے اس لیے وہ ہماری شب و روز کی روٹین سے بھی واقف رہتے تھے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ میں سبین کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی بھی کرنا چاہتا ہوں۔ میری بات سن کر وہ کچھ دیر کے لیے بالکل خاموش ہو گئے تھے اور پہلی بار زندگی میں ایسا ہوا تھا کہ وہ میری کسی خوشی پر یا میری کسی خواہش پر یوں خاموش ہوئے ہوں اور اس وقت مجھے ان کی خاموشی بہت بری لگی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا کہ دوسرے بے روایتی والدین کی طرح پاپا بھی میری اس خواہش کو اپنی ضد بنالیں گے کیونکہ سبین علی میرے ... کے کاروباری حریف علی گروپ آف انڈسٹریز کے مالک کی بیٹی تھی مگر انہوں نے کچھ دیر میں ہی یہ کہہ کر کیا ... میری اس خواہش پر کوئی اعتراض نہیں ہے وہ میری شادی سبین سے کرنے پر رضامند ہیں بالکل غلط ...

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

اور اس دن اپنے والدین کی قدر و منزلت میری نظر میں اور بڑھ گئی اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ میں صحیح ہوں یا غلط میری نظر میں صرف سبین کا خوبصورت سراپا تھا اس کی جادوئی باتیں تھیں پھر جب میں نے سبین علی سے شادی کا ذکر کیا تو وہ اس قدر خوش ہوئی کہ جیسے مجھ سے شادی اس کی بھی سب سے بڑی خواہش ہو۔ یوں ہماری منگنی ہوگئی اب یہ ایک الگ معاملہ ہے کہ منگنی پر اس کے ڈیڈی یعنی علی صاحب کیسے راضی ہوئے۔ منگنی کے بعد مجھے احساس ہوا کہ پانا یا کسی کو حاصل کرنا کتنی بڑی کامیابی ہوتی ہے اب ہم دونوں گھنٹوں ایک دوسرے میں گم رہتے تھے۔ ایک دن میں یونیورسٹی سے آرہا تھا کہ میرے پاس ایک لڑکے کی کال آئی۔ اس لڑکے نے سبین کے بارے میں کافی غلط باتیں کیں جسے سننے کے بعد میں بالکل پاگل ہوگیا تھا۔ میں نے اس لڑکے سے معلوم کرنے کی بہت کوشش کی کہ اس کا سبین سے کیا تعلق ہے مگر اس نے اگلے دن کا کہہ کر لائن کاٹ دی پھر اکثر ہی یہ ہونے لگا۔ وہ لڑکا سبین کے بارے میں جو کچھ بھی کہتا تھا وہ بالکل سچ ہوا کرتا تھا، سوائے اس پہلے دن کی بات کے جب اس نے کہا تھا کہ سبین علی ایک طلاق یافتہ ہے اور اس کی شادی لندن میں ہوئی تھی اس لیے کوئی بھی اس کی شادی سے یہاں واقف نہیں ہے سوائے اس کے چند ایک قریبی رشتے داروں کے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سبین علی مجھ پر کھلتی چلی گئی۔ وہ سارا دن میرے ساتھ اور اپنی شام میں اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ گزارا کرتی تھی اگر میں اسے خود اپنی آنکھوں سے مون لائٹ کلب میں ڈانس کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو شاید اس لڑکے کی بات پر کبھی اعتبار نہ کرتا اس دن مجھے سبین علی سے شدید نفرت ہوئی تھی اور اس سے کہیں زیادہ مجھے خود سے نفرت محسوس ہوئی تھی یہ سوچ کر کہ میں نے کس سے محبت کی صرف خوبصورتی سے اسی لیے مجھے ملی بھی خوبصورتی مگر صرف چہرے کی کردار کی خوبصورتی کا تو مطلب بھی معلوم نہیں تھا سبین کو اور اس دن میں نے خود سے عہد کرلیا تھا کہ میں سبین کو اس کے جھوٹ کی سزا دے کر ہی رہوں گا۔" وہ کچھ دیر کو سانس لینے کے لیے رکا سجاتا بنا پلکیں جھپکائے ایک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسے سن رہی تھی جیسے کچھ کھوج رہی ہو۔ دارین دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے کھڑکی کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا۔

"سجاتا! سبین مجھ سے شادی کرکے میرے پاپا کے بزنس میں انوالو ہونا چاہتی تھی تاکہ اس کے باپ کی ساکھ مزید گرنے سے بچ جائے اور میرے پاپا کا بزنس تباہ و برباد ہوجائے، ایک دن اچانک اس کے گھر جاکر میں نے یہ باتیں خود اس کے منہ سے سنی تھیں جو وہ اپنے کسی دوست کو ہنس ہنس کر بتارہی تھی۔ میں اسی وقت الٹے پیروں لوٹ آیا تھا، اگر میں ذرا سی دیر بھی مزید وہاں رکتا تو شاید سبین علی آج اس دنیا میں نہیں ہوتی۔ اس دن کے بعد میں نے اس سے ملنا جلنا ترک کردیا اور اس سے شادی کا کہا۔ کیونکہ میں خود جلد سے جلد اسے اپنا کر اس سے بدلہ لینا چاہتا تھا مگر اسے شاید اندازہ ہوگیا تھا میرے ارادوں کا اسی لیے وہ یہاں سے بھاگ گئی اور۔۔" وہ بولتے بولتے ایک دم خاموش ہوا اور پلٹ کر دوبارہ سجاتا کے برابر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ "اور اس طرح تم بالکل اچانک ہی میری زندگی میں آگئیں اس دن یونیورسٹی میں جس وقت میں سبین کے جھوٹ پر بہت غصے میں بیٹھا ہوا تھا تو میرے کانوں میں تمہاری بہت دھیمی سی آواز پڑی تھی۔ تم خود سے ہمکلام تھیں اور کچھ بڑبڑا رہی تھیں۔ میں تمہاری پوری بات تو نہیں سن سکا تھا مگر تھوڑی بہت میری سمجھ آگیا تھا جس سے مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ تم بھی سبین کی اداؤں سے تنگ آگئی ہو اور اس کے نخرے تم پر بھی گراں گزر رہے ہیں۔ میرا دھیان سبین کی طرف کم اور تمہاری طرف زیادہ ہوتا جارہا تھا اور جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ تمہیں کسی غرض سے لائی ہے تو میں بالکل شاکڈ رہ گیا تھا مجھے سبین کی جرأت پر حیرت بھی ہوئی تھی کہ کس طرح بیٹھے بیٹھے میری زندگی کا فیصلہ لمحوں میں کرگئی تھی۔ اس دن بھی میں نے ضبط سے کام لیا اور اس کو

آرام سے سمجھایا مگر جب وہ اپنی بات پر بضد رہی تو میں واپس لوٹنے لگا تب ہی میری نظر تم پر پڑی تم ایک پیر ہلاتی ہوئیں ادھر سے ادھر دیکھ رہی تھیں اس وقت تم مجھے بہت معصوم سی اسکول گرل لگی تھیں اور بس میں نے ایک لمحے میں ہی تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔"

سجاتا نے اچانک کچھ دیر بعد چادر ہٹا کر کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر دارین نے اس کے اچانک کھڑے ہونے پر احتجاجاً اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھانا چاہا مگر سجاتا نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور غصے سے دارین کی طرف دیکھنے لگی۔

"میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ اب شروع ہوئی ہے۔"

"مسٹر دارین! بہت ہوگئی آپ کی رام کہانی نہ تو میں معصوم ہوں اور نہ ہی اسکول گرل جو آنکھ بند کرکے آپ کے دکھائے ہوئے راستے پر چلوں حد ہوتی ہے جھوٹ کی۔ کسی لڑکی کے کردار پر انگلی اٹھاتے ہوئے شرم آنی چاہیے آپ کو آپ نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں آپ کی باتوں پر ایمان لے آؤں گی۔ آج آپ کو معلوم ہوا کہ میں آپ سے محبت کرنے لگی ہوں تو آپ نے مجھے وقت گزاری کا ذریعہ بنانے کی پوری کوشش کرڈالی۔ کل تک ہماری شادی ایک ایگریمنٹ تھی اور آج آپ یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ میں آپ کی دلی خواہش تھی، اگر ایسی ہی بات تھی تو آج ہماری شادی کو چھ ماہ ہوگئے ہیں۔ آج تک آپ خاموش کیوں رہے؟ کیا اس انتظار میں کہ کب میں ہارتی ہوں اور کب آپ کے قدموں میں گر کر محبت کی بھیک مانگتی ہوں۔ آپ سے محبت ضرور کی ہے میں نے مگر نہ تو میں اپنی زبان سے مکروں گی اور نہ ہی سبین کی امانت میں خیانت کروں گی۔" وہ آگے بھی بولنا چاہ رہی تھی مگر دارین کا زناٹے دار چانٹا اسے خاموش کرگیا، سجاتا اپنے گال پر ہاتھ رکھے دو قدم پیچھے ہٹی اور دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئی۔

"سجاتا! اگر ایک لفظ بھی مزید تمہارے منہ سے نکلا تو یاد رکھنا آج میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تم نے کیا سمجھا ہے مجھے شوہر ہوں تمہارا تم پر پورا حق رکھتا ہوں اور جو چاہوں وہ کرسکتا ہوں اور تم بس دیکھتی رہ جاؤ گی مگر میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جو زن مرید ہوتے ہیں اور نہ ہی ان مردوں میں سے ہوں جو عورت کو کھلونا سمجھتے ہیں میں اگر آج تک خاموش رہا تو اس لیے کہ میں تمہیں تمہاری رضا سے ہی حاصل کرنا چاہتا تھا اور ساتھ ہی مجھے سبین کو تمہارے سامنے بے نقاب کرنے کے لیے ثبوتوں کی بھی ضرورت تھی مگر تم نے آج بہت غلط الفاظ کہے سجاتا۔ دکھ پہنچایا ہے تم نے مجھے اور بہت غلط سمجھا ہے مجھے تم نے میں تمہاری ساری غلط فہمی جلد ہی دور کردوں گا۔ بہت جلد۔" دارین غصے سے درشت لہجے میں اسے انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ سجاتا وہیں دیوار سے لگی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بیٹھتی چلی گئی۔

سجاتا کے منہ سے اپنے لیے اتنے غلط الفاظ سن کر وہ بالکل ٹوٹ گیا تھا۔ وہ جس کی خاطر اتنی تگ و دو کر رہا تھا وہی اسے غلط سمجھ رہی تھی اسے اپنی سچائی اور ایمانداری پر بہت یقین تھا اور سب سے بڑھ کر اسے سجاتا پر بہت بھروسا ہوچلا تھا مگر اس کے باوجود بھی وہ سبین علی کو سجاتا کے سامنے ثبوتوں کے ساتھ لانا چاہتا تھا تاکہ آئندہ زندگی میں سبین کوئی نیا گیم کھیلنے کی کوشش نہ کرے مگر سجاتا نے وہ مقام آنے ہی نہیں دیا اپنی بے خبری اور بدگمانی میں آج وہ اتنے مضبوط انسان کو ٹائم پاس اور دھوکے باز بنا گئی تھی۔ سجاتا کے الفاظ سے اسے دکھ تو بہت ہوا تھا مگر اب وہ اپنے فیصلے میں اور مضبوط ہوگیا تھا اس سے یہ الفاظ اور الزام برداشت نہیں ہورہے تھے وہ جلد سے جلد اپنی بے گناہی ثابت کرنا چاہتا تھا۔

"ممی! ہم لوگ ہنی مون کے لیے لندن جانا چاہتے ہیں۔" دارین نے صبح ناشتے کے وقت سب کو اکٹھا دیکھ کر بات چھیڑی۔ دارین کی بات پر سجاتا کے ہاتھ سے چائے کا کپ گرتے گرتے بچا تھا۔ اس نے بہت گھبرا کر دارین کو دیکھا تھا۔ مگر وہاں گمبھیر سنجیدگی کے علاوہ وہ کچھ

UrduPhoto.com

نہیں تھا۔

"یہ تو بہت اچھا فیصلہ کیا ہے بیٹا تم نے۔ سجاتا کی بھی آج کل طبیعت کچھ اچھی نہیں ہے ذرا ماحول اور آب و ہوا تبدیل ہوگی تو صحت پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔" ممی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی پاپا نے فوراً اس کے فیصلے کو سراہتے ہوئے بخوشی اجازت دی۔

"ممی! آپ کو خوشی نہیں ہوئی میرے فیصلے پر۔" دارین نے ماں کو سنجیدہ دیکھ کر پوچھا۔

"مجھے تمہارے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر میں خوش بھی نہیں ہوں کیونکہ سجاتا کے معاملے میں، میں تمہاری لاپروائی دیکھ چکی ہوں اور اس کا نتیجہ بھی سامنے ہی ہے اور اب میں مزید کوئی لاپروائی نہیں دیکھنا چاہتی۔" سجاتا خاموشی سے ناشتہ کرتے ہوئے ان سب کی گفتگو سن رہی تھی جبکہ مریم بھابی کبھی سجاتا کو تو کبھی دارین کو دیکھ رہی تھیں اور حالات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"کم آن مام! آپ بلاوجہ ہی مجھ سے بدگمان ہیں۔ اب میں اگر باہر جا کر کام میں بزی رہا تو اس میں میری کیا غلطی ہے اور ویسے بھی بیماری پوچھ کر نہیں آتی میں اگر یہاں ہوتا بھی تو کیا کر لیتا۔ آپ نے جب کال کی تو میں سب چھوڑ چھاڑ کر فوراً آ بھی تو گیا مگر پھر بھی آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔" دارین نے خفگی سے لمبی وضاحت دی اور ممی اسے بس گھور کر رہ گئیں۔

"ممی! سجاتا سے تو پوچھ لیں کہیں اس کی پڑھائی کا حرج نہ ہو۔" مریم بھابی نے دارین اور سجاتا کو ایک دوسرے سے بالکل لاتعلق بنے دیکھ کر فوراً سب کی توجہ سجاتا کی طرف کروائی۔ انہیں کچھ کچھ اندازہ ہو گیا تھا ان کے مابین ناراضگی کا اس لیے سجاتا کو بولنے پر مجبور کیا تا کہ صحیح طرح سے ان کے حالات اور تعلق کا اندازہ ہو سکے۔

"ہاں بیٹا تم کیوں خاموش بیٹھی ہو، اگر تمہیں کوئی پرابلم ہے تو بتاؤ؟" پاپا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں پاپا مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے میں ٹھیک ہوں۔" سجاتا نے مسکرا کر انہیں مطمئن کیا مگر خود دل ہی دل میں دارین کو کوسنے لگی وہ جانتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر لندن جا رہا ہے تا کہ کھل کر اس سے بدلہ لے سکے لیکن وہ اگر خاموش رہتی تو اور زیادہ ٹینشن بڑھتی کیونکہ دارین نے اس سے وعدہ کیا تھا اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا اور وہ جان گئی تھی کہ اب دارین اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹے گا اور اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے دارین پھر تم جلد سے جلد جانے کی تیاری کرو اور اپنی ممی کی فکر مت کرو یہ زیادہ دیر تم سے ناراض نہیں رہ سکتیں۔" پاپا نے دارین کو پریشانی سے ممی کی طرف دیکھتے پا کر تسلی دی سب ہی پاپا کی بات کی تصدیق کے لیے مسکرانے لگے تھے جبکہ ممی نے اپنی ساری توجہ برابر میں بیٹھے علی پر مرکوز کر دی۔ ایک ہفتے بعد کی سیٹیں کنفرم ہوئیں تھیں دونوں کی۔ سجاتا اس دوران اپنی اماں اور ابا سے مل کر آ چکی تھی۔ جانے سے پہلے وہ بہت اداس اور فکرمند تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اب آگے کیا ہونے والا ہے۔ اس نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا اور خود کو مطمئن رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ دارین کسی بھی طرح اسے مجبور اور بے بس سمجھ کر اس کے ساتھ کوئی ناانصافی کرے۔ اس پورے ہفتے دونوں سب کے سامنے بہت خوشی کا اظہار کرتے رہے مگر اکیلے میں دونوں ہی اپنے آپ میں گم اور ایک دوسرے سے یکسر انجان بنے رہتے تھے نہ تو سجاتا دارین سے بات کرنے کو تیار تھی اور نہ ہی دارین سجاتا کو مخاطب کرتا تھا۔

جس دن ان کی فلائٹ تھی اس دن سجاتا صبح سے کئی بار وقفے وقفے سے رو چکی تھی جیسے جیسے روانگی کا وقت قریب آ رہا تھا سجاتا کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔

ایئرپورٹ پر وہ سب سے گلے مل کر اس طرح رو رہی تھی جیسے اب یہاں واپس آنے کا ذرا بھی یقین نہ ہو۔

ہو۔

"سجاتا! زندگی بہت چھوٹی ہے اور اس میں خوشیوں کی عمر اس سے بھی چھوٹی ہے کوشش کرنا کہ چھوٹی سے چھوٹی خوشی اپنی مٹھی میں بند کر لو اور محبت سے سب کچھ جیت لو۔" مریم بھابی نے اسے گلے لگاتے ہوئے تاکید کی۔ سجاتا ان کی ذومعنی بات کا مطلب سمجھ کر سر جھکا گئی۔

وہ پہلی بار جہاز میں بیٹھی تھی۔ دل رہ رہ کر دھڑک رہا تھا اسے بہت ڈر لگ رہا تھا مگر وہ دارین سے کہہ کر اپنا مذاق نہیں بنوانا چاہتی تھی۔ جہاز نے جیسے ہی فلائی کیا سجاتا نے خوف کی وجہ سے دارین کا بازو تھام لیا اور آنکھیں بند کر کے جلدی جلدی کچھ پڑھنے لگی اس کی اس حرکت پر دارین کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی پھر اس نے آہستہ سے اپنا دوسرا ہاتھ سجاتا کے ہاتھ پر رکھ کر اسے مکمل تحفظ کا احساس دلایا۔ پورے سفر میں سجاتا بہت ڈری ہوئی اور بے چین سی رہی تھی دارین وقفے وقفے سے اس پر نظر ڈال رہا تھا آج بہت دنوں کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو بہت قریب سے دیکھا تھا ورنہ اس دن جھگڑے کے بعد سے دونوں ہی ایک دوسرے کو نظر انداز کر رہے تھے۔

لندن ہیتھرو ایئرپورٹ سے باہر ٹھنڈی یخ بستہ ہوا نے ان کا استقبال کیا۔ اس وقت صبح کے دس بجے تھے مگر پورا شہر بادلوں سے ڈھکا ہوا شام کا سماں پیش کر رہا تھا اور پورا شہر رنگ برنگی لائٹس سے جگ مگ کر رہا تھا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے زیادہ تر لوگ رین کوٹ میں نظر آ رہے تھے ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ صاف ستھری سڑکیں اور ادھر سے ادھر جاتے خوشنما اور پرسکون چہرے۔ دارین موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا جبکہ سجاتا لندن شہر کی خوبصورتی میں گم اور اسے دیکھنے کی چاہ میں آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

دارین نے موبائل بند کر کے جیسے ہی سجاتا کی تلاش میں نظر دوڑائی سامنے کا منظر دیکھ کر وہ تیزی سے سجاتا کی طرف دوڑا اور ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی جانب تیزی سے کھینچا بس ایک لمحے کی دیر آج اسے اس دنیا سے دور کر دیتی۔ سجاتا اس افتاد پر ٹکر ٹکر دارین کی شکل دیکھے جا رہی تھی جو پھولی سانسوں سے دور جاتی ہوئی کار کو دیکھ رہا تھا۔ کار کے موڑ مڑتے ہی وہ سجاتا کی طرف متوجہ ہوا۔ جو پریشان سی اس کے بازوؤں کے گھیرے میں کھڑی تھی۔

"کیا ہوا؟" سجاتا نے اسے یوں متفکر سا اپنی جانب دیکھتے پا کر پوچھا۔ دارین نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے یونہی اسے ساتھ لگائے آگے قدم بڑھا دیئے۔ پندرہ منٹ کے سفر کے بعد دونوں ایک خوبصورت سے کاٹج میں بیٹھے تھے۔ سجاتا تو جب سے یہاں آئی تھی یہاں قدم قدم پر پھیلی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران تھی بھلا اتنی خوبصورتی اپنے شہر میں کہاں تھی یا شاید اس نے کبھی پورا شہر دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ وہ دارین کا خیال کیے بغیر کاٹج کی ایک ایک چیز دیکھ رہی تھی۔ دارین اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا اس لیے اسے ٹوکے بغیر کافی بنانے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دو کپ کافی کے ساتھ حاضر تھا۔

"سجاتا! باقی چیزیں بعد میں دیکھ لینا ابھی یہ کافی پی لو ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی۔" دارین کو اسے ٹوکنا ہی پڑا۔ سجاتا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جو بالکل نارمل لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔ کہیں کسی ناراضگی یا غصے کا شائبہ تک نہ تھا۔ وہ خاموشی سے کچھ شرمندہ سی کافی لے کر سامنے رکھے صوفے پر ٹک گئی۔ کچھ دیر تک دونوں ہی خاموشی سے کافی پیتے رہے پھر دارین نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔

"بہت خوبصورت ہے یہ شہر۔ آج تو تھکن ہوگی ہے کل سے دیکھیں گے۔" سجاتا خاموشی سے سر جھکا کر رہ گئی۔

"تمہیں یہاں لانے کا مقصد نہ صرف یہ شہر دکھانا ہے بلکہ بین سے تمہاری ملاقات بھی کروانی ہے اور خود پر لگے تمام الزامات کو جھوٹا ثابت کرنا ہے۔" سجاتا نے چونک کر سر اٹھایا اور دارین کی پشت کو دیکھا جو کافی کا مگ

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ٹیبل پر رکھ کر گلاس ونڈو سے باہر ہلکی پھوار کو دیکھتے ہوئے بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم آج بھی مجھ پر اعتماد نہیں کرتیں یقیناً تم نے یہاں آنے کا مقصد کسی بدلے یا انتقام کو لیا ہوگا۔" وہ ہنوز باہر دیکھتے ہوئے بولا۔ سجاتا کے لیے اس وقت دارین کی سوچ کو پڑھنا مشکل ہو رہا تھا کیونکہ وہ اس کے چہرے کو دیکھنے سے قاصر تھی۔

"اور اس کے بعد تم جو چاہو گی وہی ہوگا میرے لیے کل بھی تمہاری رضا اہم تھی اور آج بھی اہم ہے مگر ایک بات ذہن میں رکھو کہ تمہارا فیصلہ جو بھی ہو لیکن علیحدگی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میں اپنی زندگی میں تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گا۔ ہاں میرے مرنے کے بعد تم بالکل آزاد ہوگی۔"

سجاتا نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بہ مشکل خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا تھا۔ دارین آہستہ آہستہ چلتا ہوا کچھ دیر کے لیے اس کے سامنے رکا اور پھر اپنے روم میں جا کر دروازہ بند کرلیا۔ اس کے جاتے ہی سجاتا نے اپنی رکی ہوئی سانس بحال کی اور پھر خود بھی اپنے روم میں چلی آئی۔ دارین کی باتوں سے اسے اتنا تو اندازہ ہو ہی گیا تھا کہ وہ اس دن کی بات بھولا نہیں ہے۔ ابھی بھی اسی غم و غصے کی کیفیت میں ہے مگر اب اس نے اپنے غصے پر خاموشی کی دبیز تہہ چڑھالی ہے۔ دارین کی باتیں سن کر وہ دل ہی دل میں ڈر گئی تھی اور جز بز ہو رہی تھی اس کی اتنی صحیح قیاس آرائی پر اور حیران تھی یہ سوچ کر کہ وہ کیسے اس کی سوچ کو پڑھ لیتا ہے۔ شاید اس کا تجزیہ گہرا ہے یا شاید وہ ہی بہت آسان ہے جسے کوئی بھی پڑھ سکتا ہے۔

وہ گہری نیند میں تھی جب دروازے پر ہلکی سی دستک سنائی دی پہلے تو وہ خواب ہی سمجھی مگر مسلسل دستک پر اس نے آنکھیں کھولیں تو کچھ دیر سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے پھر یاد آیا تو جلدی سے اٹھ کر دوپٹہ درست کیا اور دروازہ کھول دیا سامنے دارین پریشان سا کھڑا تھا۔

"آر یو آل رائٹ میں کب سے دروازہ بجا رہا ہوں؟"

"جی ٹھیک ہوں، شاید تھک گئی تھی اس لیے گہری نیند سوگئی تھی۔" سجاتا نے وضاحت دی۔ دارین نے بغور اسے دیکھا۔ تھوڑے الجھے ہوئے بال اور آنکھوں میں نیند کا خمار لیے دوپٹہ شانوں پر ڈالے خاموش سی کھڑی تھی۔

"جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر کچھ کھانے باہر چلتے ہیں۔" سجاتا سراثبات میں ہلا کر واپس پلٹی اور بیس منٹ کے بعد ریڈ کلر کی پلین ساڑھی پر آف وائٹ شال لیے لائٹ میک اپ میں باہر آئی۔ دارین باہر گاڑی نکالے اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ سجاتا کو جو آتے دیکھا تو نظر ہٹانا بھول گیا۔ ریڈ کلر میں اس کی رنگت دمکی جا رہی تھی اور اس کے چہرے پر معصومیت و سنجیدگی کا امتزاج چہرے کو مزید دلکش بنا رہا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ دارین نے لمبی سانس کھینچ کر گیئر لگائے اور گاڑی باہر روڈ پر ڈال دی۔ دارین بہت مشکل سے خود پر کنٹرول کیے بیٹھا تھا مگر اسے اپنی نظروں پر اختیار نہیں رہا تھا جو بار بار جھک کر سجاتا کے سراپے میں اٹک رہی تھیں۔ سجاتا بظاہر دارین سے بالکل بے نیاز باہر کے نظاروں میں گم تھی مگر اس کا مکمل دھیان دارین کی طرف تھا۔ وہ اس کی نظروں سے الجھن محسوس کر رہی تھی۔ دارین اس کے چہرے پر کھلتی ہوئی گلابیوں میں اٹک کر رہ گیا تھا۔

ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں کار پارک کرکے دونوں قدرے تنہا گوشے میں آ بیٹھے۔

"کیا ہوا؟ تم کل سے اتنی خاموش کیوں ہو۔ کیا میرے ساتھ آنا اچھا نہیں لگا۔" سجاتا نفی میں سر ہلا گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ویسے بھی جب زندگی گزارنی ہی آپ کے اشاروں پر ہے تو پھر اچھا کیا اور برا کیا۔" وہ ٹیبل پر انگلی سے آڑھی ترچھی لکیریں بناتی ہوئی بہت لاچار و مجبور لگ رہی تھی جیسے خود کو مکمل طور پر حالات کے سپرد کر دیا ہو۔ دارین اسے دیکھ کر رہ گیا جو انجانے میں اس پر کاری وار کیا کرتی تھی اس وقت بھی اسے خاموش کرا گئی تھی۔

"سجاتا! مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ تم کبھی کسی سے محبت کر ہی نہیں سکتیں کیونکہ تم میں خوشی دینے کا یا اپنے جذبات کو بانٹنے کا کسی کے ساتھ شیئر کرنے کا جذبہ ہی نہیں ہے۔ تمہیں اگر مجھ سے ذرا بھی محبت ہوتی تو تم مجھ سے یوں بے خبر نہ ہوتیں مجھ سے دائمی جدائی نہیں مانگتیں۔" سجاتا کے حرکت کرتے ہوئے ہاتھ ایک لمحے کو ساکت ہوئے تھے اور اس نے پلکیں اٹھا کر دارین کو دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں اس کا عکس بہت واضح تھا۔ وہ دانستہ نظریں چرا کر باہر دیکھنے لگی تھی۔

دارین نے ویٹر کو آرڈر دیا اور کچھ دیر تک سجاتا کے جواب کا منتظر رہا مگر اسے لاتعلق دیکھ کر خود بھی خاموشی سے کھانا سرو کرنے لگا جو ویٹر ابھی ابھی لگا کر گیا تھا۔ واپسی تک دونوں ہی خاموش رہے۔

دوسرے دن دارین سجاتا کو لے کر بیین کے فلیٹ میں پہنچ گیا۔ دروازہ بیین نے ہی کھولا تھا۔ سجاتا اسے شارٹ اسکرٹ اور گہرے گلے کی شرٹ میں دیکھ کر نظریں چرا گئی جبکہ بیین اچانک ان دونوں کو سامنے دیکھ کر بری طرح گھبرا گئی۔

"ہیلو! کیا اندر آنے کی اجازت نہیں دو گی۔" دارین نے اسے دروازے میں ہی ایستادہ دیکھ کر کہا۔

"ہاں...... ہاں آؤ ناں تم لوگ باہر ہی کھڑے ہو۔" بیین نے دروازے سے ہٹ کر انہیں جگہ دی۔ اندر قدم رکھتے ہی سجاتا کو بری طرح کھانسی شروع ہوگئی۔ پورا فلیٹ اسموکنگ کی زیادتی کی وجہ سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ دارین نے بیین کو پانی کا کہا اور خود بڑھ کر کھڑکی کھول دی وہ سمجھ گیا تھا کہ سجاتا کو اسموکنگ سے الرجی ہے۔

"تم لوگ یہاں کیسے آئے؟ مجھے بتا تو دیا ہوتا اور سجاتا تم سناؤ کیسی ہو؟" بیین نے بمشکل مسکراتے ہوئے سجاتا کی طرف رخ کیا جو ابھی بھی منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔

"ان کا کیا پوچھتی ہو اپنی سناؤ کیا ہو رہا ہے آج کل۔ پڑھائی ہو رہی ہے یا عیش؟" دارین نے کمرے میں پھیلی اسموکنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہلکا سا طنز کیا۔

"دانی! تم بالکل نہیں بدلے۔ آف کورس میں پڑھنے ہی آئی ہوں تو پڑھائی ہی کروں گی۔" بیین خود کو سنبھال چکی تھی اس لیے پرانے موڈ میں آتے ہوئے ایک ادا سے کہا۔

"ہاں میں تو بالکل نہیں بدلا ویسا ہی ہوں پر تم بہت بدل گئی ہو۔" دارین نے اس کی ڈریسنگ کی طرف اشارہ کیا۔ بیین اس کا اشارہ سمجھ کر بے نیازی سے ہنسنے لگی۔

"بھئی وہ مقولہ تو سنا ہی ہوگا تم نے کہ 'جیسا دیس ویسا بھیس۔'" سجاتا ان کی ذو معنی گفتگو پر الجھ کر کبھی دارین کو اور کبھی بیین کو دیکھ رہی تھی۔

"ہاں یہ بالکل ٹھیک کہا تم نے بھلا بھیس بدلتے دیر ہی کتنی لگتی ہے۔" دارین نے پھر سے بیین پر لطیف سا طنز کیا۔

"اور سناؤ کیا ہو رہا تھا یہاں جو اس قدر دھواں بھرا ہوا ہے فلیٹ میں۔" دارین اب سنجیدگی سے اصل موضوع کی طرف آ رہا تھا۔ اس کے سوال پر بیین پھیکی سی ہنسی ہنسنے لگی۔

"کچھ خاص نہیں بس آج کچھ پکانے کا موڈ تھا پر تم تو جانتے ہی ہو کہ مجھے کچھ بنانا تو آتا ہی نہیں ہے اس لیے اس کوشش میں سارا فلیٹ دھوئیں سے بھر گیا۔" دارین بیین کی جھوٹی وضاحت پر طنز سے ہنسا۔ اس وقت روم میں پھیلے دھوئیں کی خوشبو سے کوئی بچہ بھی بتا سکتا تھا کہ یہاں کچھ دیر پہلے کثرت سے سگریٹ پی گئی ہے۔

"ہم......" دارین نے پرسوچ انداز میں سر ہلاتے ہوئے نیا سوال کیا۔ "تو پھر کیا بنایا؟" بیین اس کے پے در پے سوالوں پر اب واقعی گڑبڑا گئی تھی لہٰذا اس نے ہیلپ کے لیے سجاتا کو دیکھا۔ سجاتا اب خفگی سے دارین کو دیکھنے لگی مگر دارین پر اس کی خفگی کا مطلق اثر نہیں ہوا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

کچھ دن پہلے میری حامد ملک سے اسلام آباد میں ملاقات ہوئی تھی تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ لگتا ہے کافی گہری جان پہچان رہ چکی ہے تم دونوں کی۔“

سبین دارین کے منہ سے حامد ملک کا نام سن کر کرنٹ کھا کے اچھلی اور جلدی سے ان دونوں کی طرف سے رُخ موڑ گئی۔ دارین نے ایک نظر سجاتا کو دیکھا جو خاموشی سے کبھی سبین کو اور کبھی اسے دیکھ رہی تھی۔

”کو...... کون حامد ملک۔ میں کسی حامد کو نہیں جانتی، تمہیں شاید نام سننے میں غلطی ہوئی ہوگی۔“ سبین نے ایک بار پھر اپنا جھوٹ چھپانے کی ناکام کوشش کی۔

”ہاں ٹھیک کہا تم نے میں نے شاید نام غلط سنا ہو پر یہ۔“ دارین نے کوٹ کی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس کے سامنے رکھی ٹیبل پر پھینکا۔ ”یہ تو جھوٹی نہیں ہیں یا یہ تصویریں بھی غلط ہیں اور ان میں تمہارا چہرہ بھی نقلی ہے۔“

دارین اب شدید غصے میں آچکا تھا۔ سبین منہ کھولے تصویروں کو لفافے سے نکال کر دیکھ رہی تھی جیسے جیسے تصویریں دیکھتی جارہی تھی اس کے چہرے کی رنگت اڑتی جارہی تھی اور سبین سے زیادہ شاکڈ تو سجاتا تھی جو منہ پہ ہاتھ رکھے دھندلائی آنکھوں سے سبین کو دلہن بنی دیکھ رہی تھی۔ ہر انداز اور ہر تصویر میں اس کا چہرہ بہت واضح تھا۔ ایک جگہ ہنستی ہوئی حامد ملک کے کندھے کے ساتھ لگی تو کہیں اپنے پاپا کے ساتھ لگی روتی ہوئی۔

”جب تمہیں سچ معلوم ہی ہوگیا ہے تو اب یہاں کیا لینے آئے ہو؟“ سبین نے ایک دم پینترا بدلا اور دارین کو گھورتی ہوئی دبی دبی آواز میں چلائی۔

”آں...... ہاں...... چلاؤ مت! نظریں نیچے رکھ کر بات کرو کیونکہ مجرم سر اٹھا کر چلاتے ہوئے بالکل اچھے نہیں لگتے۔“ دارین نے ہاتھ اٹھا کر اسے سختی سے ٹوکا۔

”شٹ اپ اینڈ گیٹ لوسٹ فرام ہیئر۔“ اب وہ کھل کر اپنے اصل روپ میں آچکی تھی۔ ہر قسم کی عزت و احترام اور تمام تر ادب بھلا کے چلانے لگی۔

”میں نے کہا نا آواز نیچی رکھ کر بات کرو ورنہ مجھے آواز بند کرنی بھی آتی ہے۔“ دارین غصے سے اس سے زیادہ زور سے چلایا۔ سجاتا کانپتے دل کے ساتھ یہ سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔

”واٹ، ہاؤ ڈیئر یو مسٹر دارین مجھے دھمکی دو گے تم سبین علی کو، ابھی ایک کال کروں گی تو تم اور تمہاری یہ نام نہاد بیوی ساری عمر سلاخوں کے پیچھے چکی پیستے۔“ دارین نے غصے سے بے قابو ہو کر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر مارا۔ سبین اس اچانک حملے کے لیے بالکل تیار نہیں تھی لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگی۔

”سجاتا کا نام اپنی زبان پر لا کر ندامت کرو۔ تم جگہ جگہ گھومنے والی تم کیا جانو کہ ایک عزت دار عورت کا نام کیسے لیا جاتا ہے۔“ دارین کے جواب پر وہ بالکل بے قابو ہوگئی۔

”ہاں، ہاں، ہا، عزت دار بیوی اور عزت دار عورت۔ کتنے پیسے ملے ہیں تمہیں عزت دار عورت کا رول کرنے پر۔“ سبین طیش میں بالکل اپنے حواسوں میں نہیں رہی تھی، پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے سجاتا کی طرف اپنا رخ کیا۔ سجاتا سبین کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر بالکل سن ہوگئی، پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھے گئی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہی سبین ہے جو اس کی خوشامدیں کر کے اسے اس مقام تک لائی تھی۔ دارین ایک بار پھر سبین کی طرف بڑھا مگر سجاتا نے ایک دم ہوش میں آ کر دارین کا بازو پکڑ لیا۔

”چھوڑو میرا ہاتھ۔“ دارین غصے سے سجاتا پر دھاڑا۔

”نہیں دارین پلیز یہ سب مت کریں واپس چلیں پلیز۔“ سجاتا نے اس کے غصے کی پروا کیے بغیر اسے اپنی طرف گھسیٹا۔ سبین نے ان دونوں کو بحث میں الجھا دیکھا تو جلدی سے قریب پڑا گلدان اٹھا کر دارین کی طرف پھینکا مگر سجاتا کے بیچ میں آنے پر وہ سیدھا جا کر سجاتا کے سر پر لگا اور وہ ایک چیخ کے ساتھ نیچے گرتی کہ دارین نے اسے سنبھال لیا۔ سبین تیزی سے دروازہ کھول

کر باہر بھاگ گئی۔ دارین نے ایک نظر سبین کو دیکھا اور اس کے پیچھے جانے کی کوشش کی مگر سجاتا نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”آپ کو میری قسم ہے چلیں یہاں سے۔“ سجاتا نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا ہوا تھا ورنہ سر میں اچانک چوٹ سے شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ دارین نے سجاتا کے سر سے خون بہتا دیکھا تو سبین کو بھول کر جلدی جلدی اسے اٹھا کر ہاسپٹل لے گیا۔ سجاتا کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جارہی تھیں۔ وہ دارین کے چلے جانے کے خیال سے بمشکل آنکھیں کھولی ہوئی تھی۔ دارین نے اسے لا کر جلدی سے گاڑی میں بٹھایا اور پھر خود بھی گاڑی سنبھال کر فل اسپیڈ پر چھوڑ دی۔

دارین اس کی بینڈیج کروا کر واپس کاٹیج میں آگیا تھا اور جب سے مستقل غصے سے ٹہل رہا تھا۔ سجاتا سر جھکائے روئے جارہی تھی۔ اسے شرمندگی اس قدر تھی کہ سر اٹھایا نہیں جارہا تھا۔ وہ سارے قصے کا ذمہ دار خود کو ٹھہرا رہی تھی۔

”بہت شوق تھا تمہیں بیچ جانے کا اور اپنی دوست سے ملنے کا تو دیکھ لیا انجام۔ ایک سیکنڈ میں اس نے تمہیں کیا سے کیا بنا دیا اور تم پھر بھی خاموشی سے تماشا دیکھتی رہیں اور حد تو یہ ہے کہ اسے جانے کا پورا پورا موقع دیا۔ میرے سامنے تو بہت زبان چلتی ہے تمہاری بہت طنز کرتی ہو ناں اب کیا ہوا ہے خاموش کیوں بیٹھی ہو ابھی بھی دیکھ لو اگر کوئی کسر رہ گئی ہو تو بتا دو وہ بھی کر دوں گا میں۔“ دارین سارا غصہ اب سجاتا پر نکال رہا تھا۔ جواب مزید شدت سے رونے لگی تھی۔

”اب رو کیوں رہی ہو۔ سب کچھ تمہاری حسب منشا ہی تو ہوا ہے۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہاری دوست بہت نڈر ہے بہت بہادر ہے اتنی کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی دوست کا قتل بھی کر سکتی ہے۔“ دارین اس کے رونے پر چڑ کر مزید زور زور سے چلانے لگا۔

”سجاتا رحمان! آپ جو یہ سمجھتی ہیں کہ جیسا جیسا آپ سوچیں گی وہ ویسا ہی ہوگا اور آپ کی طرح ہر انسان اپنے وعدے کو وفا کرنے کے لیے اپنی محبت کی قربانی دے کر عظیم بننے کی کوشش کرے گا تو یہ سراسر آپ کی بھول ہے۔ سچائی کے راستے پر چلنے کے لیے یقین محکم کا ہونا بہت ضروری ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ نہ تمہیں سبین پر یقین تھا اور نہ ہی مجھ پر اور تم یہ بھی جانتی تھیں کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے پر تم نے جان بوجھ کر آنکھیں بند کرلیں اور بھاگتی رہیں سچ سے اور بھاگتی رہیں مجھ سے اور میری محبت سے۔ تم جانتی تھیں کہ سبین علی غلط ہے پھر بھی تم نے اسے غلط نہیں کہا کیونکہ تمہیں ڈر تھا کہ اگر تم یہ سچ کہہ دو گی تو ایک اور سچ بھی کہنا پڑے گا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور میرے بغیر نہیں رہ سکتیں مگر تم نے اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی اذیت میں مبتلا رکھا۔“ دارین تھک کر اس کے سامنے ہی چیئر رکھ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تک خاموش فضاء میں سجاتا کی ہچکیوں کی آواز گونجتی رہی۔

”کم از کم اپنی محبت پر تو یقین کیا ہوتا۔ کہتے ہیں جس انسان سے محبت ہوتی ہے اس کے قدموں کی پہچان بھی ہو جاتی ہے اور اس کی سوچ پڑھ لیتا ہے انسان۔ تم نے واقعی مجھ سے محبت نہیں کی تھی۔ تم عادی ہوگئیں تھیں میرے وجود کی جبھی میری غیر موجودگی پر بیمار پڑ گئیں۔“

سجاتا نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور کاٹ دار نظروں سے دارین کو دیکھنے لگی۔ وہ بھی اس وقت اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

”الزام مت لگائیں مجھ پر اور میری محبت پر۔ اگر میں نے یقین نہیں کیا آپ پر تو آپ نے کب کوئی یقین کا جگنو میرے ہاتھ میں دیا تھا اور کب کوئی لفظ ایسا کہا تھا کہ میں خوش فہم ہو جاتی اور ساری بدگمانی اور اجنبیت ختم کر کے آپ کا ہاتھ تھام لیتی۔ ہمیشہ آپ نے مجھے آنکھیں بند کرنے پر مجبور کیا۔ سبین سے آپ کی بات ہوئی تھی پر مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا اور پھر جو کچھ آپ کو

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

سبین کے بارے میں معلوم ہوا آپ نے کبھی مجھے اس کی ہوا نہیں لگنے دی۔"

"جھوٹ مت بولو میں نے اسلام آباد سے آ کر تمہیں پوری بات بتانے کی کوشش کی تھی مگر تم نے سنی نہیں بلکہ الٹا مجھ پر ہی الزام لگایا۔" دارین نے درمیان میں اسے ٹوکا۔

"ہاں تو کیا غلط کیا۔ اتنے عرصے تک یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں آپ سے محبت کرنے لگی ہوں اور آپ کی طرف سے کسی فیصلے کی منتظر ہوں آپ میری بے بسی کا تماشا دیکھتے رہے اور اسلام آباد جاتے ہوئے بھی مجھ سے ملنا ضروری نہیں سمجھا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اس دن دو بار گھر پر کال کر چکی تھی صرف آپ کی آواز سننے کے لیے۔ آپ تماشا دیکھتے رہے اور یہ انتظار کرتے رہے کہ کب میں خود آگے بڑھ کر اظہار کروں۔ اسلام آباد جا کر بیٹھ گئے اور جب معلوم ہو گیا اپنی کامیابی کا تو بھاگے چلے آئے صفائیاں دینے اور خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے۔ اگر سبین نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے تو آپ نے کون سی وفا کی ہے۔ اتنے عرصے میں بھی مجھے یہ نہیں بتایا کہ میں انتظار کے پل صراط سے اتر جاؤں اور ایک خوف مسلسل سے باہر نکل آؤں۔" دارین ہونٹ بھینچے مجرموں کی طرح سر جھکائے سب سنتا رہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ تم میری ہر سوچ ہر دعوے کو غلط ثابت کرو؟" دارین نے پہلے بھی ایک بار پوچھا ہوا سوال آج ایک بار پھر دہرایا۔ سجاتا نے سوں سوں کرتے ہوئے ہاں میں گردن ہلائی۔

"ہاں ضروری ہے جب جب آپ غلط سوچیں اور اسے دعوے کے ساتھ میرے سامنے پیش کریں تو میں اسے غلط ثابت کر دوں۔" سجاتا نے تپے ہوئے انداز میں دو بدو جواب دیا۔ دارین نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر بالوں میں ہاتھ پھنسائے اور چیئر کے ساتھ ٹیک لگا کر چھت کی طرف دیکھا۔

سجاتا سائڈ سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

دارین نے ذرا سی گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر بڑبڑانے لگا۔

"انگور کھٹے ہیں دارین مصطفیٰ، دال اتنی جلدی نہیں گلنے والی۔" اور پھر خود بھی ایک جست میں چیئر سے کھڑا ہو کر اپنے روم میں آ گیا۔

آدھے گھنٹے کے بعد بلو پینٹ اور بلیک شرٹ پر بلیک جیکٹ پہنے باہر نکلا تو موسم ابر آلود دیکھ کر واپس اندر آیا اور سجاتا کے کمرے کو ناک کر کے اندر آ گیا۔ وہ بھی کپڑے چینج کر کے لیٹی ہوئی تھی اور ایک بازو آنکھوں پر رکھے دارین کو اندر آتے دیکھ چکی تھی۔ وہ بھی جا کر سیدھا اس کے سر پر کھڑا ہو گیا۔

"یار اب ناراضگی چھوڑو پھر کبھی لڑ لینا زندگی پڑی ہے۔ آج موسم بہت اچھا ہو رہا ہے۔ چلو کہیں گھوم کر آتے ہیں۔" دارین نے آنکھوں پر سے اس کا بازو ہٹاتے ہوئے کہا۔ سجاتا نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور کروٹ لے کر چادر سر تک تان لی۔

"سجاتا! اگر دس منٹ کے اندر اندر تیار ہو کر باہر نہیں آئیں تو یاد رکھنا ایسے ہی اٹھا کر لے جاؤں گا۔" وہ اپنی بات کہہ کر رکا نہیں سیدھا باہر نکلتا چلا گیا۔ سجاتا کو ناچار اٹھنا ہی پڑا۔ تھوڑی دیر میں ہی وہ نیوی بلو کلر کی میکسی پر آف وہائٹ اسکارف باندھے فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"اگر گھورنے سے فرصت مل گئی ہو آپ کو، تو چلیں۔" سجاتا نے چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کیا۔ دارین نے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

"کہاں جانا ہے؟" دارین نے ویومرر میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"میرے آباؤ اجداد لندن سے ہی تو تھے۔" سجاتا نے چڑ کر جواب دیا جس پر دارین قہقہہ لگانے سے [illegible] نہیں رہا۔

"اوہ سوری یار میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تم [illegible] لندن آئی ہو۔" سجاتا اس کی بات کو نظر انداز کر کے

UrduPhoto.com

تیزی سے بڑھتی ہوئی بارش کو دیکھنے لگی۔ دارین نے گاڑی میں ہیٹر آن کر کے گاڑی کی اسپیڈ کم کر دی پانی کی وجہ سے سڑکیں بہت چکنی ہو رہی تھیں۔

"یہ زیادتی ہے، سجاتا۔ مجھے اب اس خوبصورت موسم سے بھی جیلسی ہو رہی ہے۔" سجاتا نے حیرانگی سے گردن موڑ کر دارین کی طرف دیکھا۔

"اس سے پہلے میں تمہاری مسکراہٹ سے جیلس ہوتا تھا۔ کیونکہ تمہاری ایک مسکراہٹ کے آگے میری پوری پرسنیلٹی ڈاؤن پڑ جاتی ہے۔" دارین نے اس کی حیرانگی پر وضاحت دی۔ دارین کی بات پر خود بخود اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ ساتھ ہی دارین کا نعرہ بھی۔

"وہ مارا۔" سجاتا اب کھلکھلا کر ہنس دی۔

"شکر ہے یار مطلع صاف تو ہوا ورنہ برسات نے آج سب کچھ جل تھل کر دیا تھا۔" دارین نے شوخی سے اس کے سندر روپ کو دیکھتے ہوئے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر شکر ادا کیا جس پر گاڑی ڈگمگا کر رہ گئی۔ دارین نے گھبرا کر جلدی سے اسٹیرنگ کو گھما کر کار قابو میں کی۔ سجاتا مسکراتے ہوئے اتنے ویل ڈریس بندے کی بدحواسیاں ملاحظہ کر رہی تھی۔

"اڑا لو مذاق جتنا اڑانا ہے۔" دارین نے مصنوعی خفگی سے اسے گھورا۔

"میں مذاق نہیں اڑا رہی بلکہ یہ دیکھ رہی ہوں کہ محبت اچھے خاصے انسان کو خبط الحواس بنا دیتی ہے۔" دارین بھی اب اس کے ساتھ مسکرانے لگا تھا۔

"ہاں یہ تو ہے پھر یہ محبت بھی قسمت والوں کو ہی ملتی ہے اور ہم دونوں ہی بہت خوش قسمت ہیں کیونکہ ہم نے محبت کو نہیں ڈھونڈا بلکہ تقدیر یہ تحفہ ہمارے لیے لائی ہے۔" دارین کی بات پر سجاتا نے بے ساختہ آسمان کی طرف دیکھا اور دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔

"ہاں یہ تقدیر ہی تو ہے جو آپ کو مجھ تک لائی ہے اور مجھے آپ کو سونپا ہے۔"

"ہاں یار! پر ایک بات تو ماننی ہی پڑے گی کہ اس سارے قصے میں سبین نے بڑا کردار ادا کیا ہے۔ نہ وہ ہم دونوں کو ملا کر بیچ سے ہٹتی اور نہ ہی یہ محبت ہوتی۔" سبین کے نام پر سجاتا ایک بار پھر افسردہ ہو گئی۔

"اب منہ مت بناؤ میں نے اس لیے سبین کا نام نہیں لیا۔" دارین نے مصنوعی خفگی سے اسے ڈانٹا۔

"دارین! ایک وعدہ کریں مجھ سے کہ آپ سبین سے کوئی بدلہ نہیں لیں گے اور نہ کبھی اس بات کا تذکرہ کسی سے کریں گے حتیٰ کہ پاپا سے بھی نہیں۔ سبین کی بے راہ روی ہی اس کے لیے ایک بڑی سزا ہے۔"

"بہت مشکل ہے اسے معاف کرنا پر تم کہتی ہو تو آج کے بعد تم اس کا نام بھی نہیں سنو گی۔" سجاتا مطمئن ہو کر مسکرا دی۔

"ایک اور وعدہ بھی کریں مجھ سے۔" سجاتا نے موقع اچھا دیکھ کر کہا۔

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ آپ آئندہ مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے اور نہ ہی بنا کسی بات کی تصدیق کے کوئی فیصلہ کریں گے۔" دارین نے گھور کر اسے دیکھا مگر اس کے چہرے پر جگمگاتی امید کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ سجاتا نے ہلکا پھلکا ہو کر دارین کے کاندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں اور بند پلکوں سے آنے والے دنوں کے خواب دیکھنے لگی۔ دارین بھی پرسکون ہو کر ڈرائیو کرنے لگا۔ اب کوئی مشکل اور کوئی پل صراط نہیں تھا۔ دور تک راستہ صاف شفاف تھا۔